اُن ﷺ سے دُوری ہے اندھیرا، قربِ اُن ﷺ کا روشنی
جائیں کیوں تاریکیوں میں یہ اُجالا چھوڑ کر!

مُسلسل اشاعت کے ۵۰ سال

ماھنامہ لولاک ملتان

شمارہ: ۹ جلد: ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۳۳ اگست 2012

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ خدیجہ بنت خویلد

فضائلِ اعتکاف

فضائلِ رمضان اور اُس کے حقوق

۲۷ویں سالانہ عظیم الشان ختمِ نبوت کانفرنس برمنگھم

شیزان اور دیگر قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کیوں ضروری ہے؟

امریکہ: سفارت خانے کی تعمیر اور قادیانی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ: ۹ ○ جلد: ۱۶

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

امریکی سفارت خانہ کی تعمیر اور قادیانی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	3
حاجی فیاض حسن سجاد کی رحلت	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	4

مقالات ومضامین

ام المؤمنین حضرت سیدہ خدیجہؓ بنت خویلد	جناب محمود احمد غضنفر	5
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت	مولانا محمد ہاشم خراسانی	9
فضائل رمضان اور اس کے حقوق	جناب محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی	16
غزوۂ بدر	جناب علامہ شبلی نعمانی	21
فضائل اعتکاف	مولانا محمد شاہد مبارکپوری	28
دینی مدارس میں انگریزی	شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق مدظلہ	30
مجاہد کبیر......حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ	مولانا عبدالکریم پاریکھ	33

ردِ قادیانیت

شیزان اور دیگر قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کیوں ضروری ہے؟	مولانا عزیز الرحمٰن ثانی	42

متفرقات

آہ! جناب حاجی فیاض حسن سجاد بھی چل بسے	مولانا محمد یونس ندیم	48
۲۷ ویں سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس برمنگھم	ادارہ	49
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	53

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم!

امریکی سفارت خانہ کی تعمیر اور قادیانی!

معروف صحافی ’’روزنامہ جناح‘‘ کے ایڈیٹر جناب خوشنود علی خان نے ۷؍مئی کے کالم میں تحریر کیا۔ مجھے ذاتی طور پر امریکی سفارت خانے کو ۱۴۸ ایکڑ زمین دینے پر بے پناہ اعتراض ہے۔ کیونکہ اسلام آباد میں اسلام آباد والوں کے لئے قبرستان تنگ پڑ گئے ہیں۔ نیا قبرستان بھی بھرنے والا ہے۔ سی ڈی اے نے اس کے لئے زمین اسلام آباد کے وسط میں الاٹ نہیں کی...... خیر مجھے تو اصل اعتراض یہ ہے کہ اسی امریکی سفارت خانے سے پاکستانیوں کو مارنے کی پلاننگ ہوگی۔ اس لئے انہیں Facilitate کررہے ہیں۔ لیکن میرا اصل اعتراض اس سے کہیں سخت بھی ہے اور اہم بھی۔ کیونکہ امریکیوں کے اس حصہ کی عمارت تعمیر کرنے کے لئے ۲۰۰ کے قریب لوگ رکھے ہیں۔ ان میں سپروائزر سمیت سارے قادیانی (غیرمسلم) ہیں۔ اس سے ایک اور خبر پر یقین آجاتا ہے کہ امریکی پاکستان کی تباہی کے لئے قادیانیوں کو ٹول کے طور پر استعمال کررہے ہیں۔ (جناح اسلام آباد، ۷؍مئی ۲۰۱۲)

قادیانی استعمار کے ایجنٹ ہیں۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ مرزا قادیانی نے برطانوی سامراج کے استحکام کے لئے اتنا لٹریچر لکھا: ’’جس سے پچاس الماریاں بھر جائیں۔‘‘ قبل ازاں مرزا قادیانی کے باپ مرزا غلام مرتضیٰ نے انگریزوں کو پچاس گھوڑے اور رضا کار مہیا کئے۔ قادیانیوں کو یقین تھا کہ انگریز جاتے ہوئے انہیں برصغیر کی حکومت تفویض کر جائے گا۔ بھٹو گورنمنٹ کے دوران مولانا ظفر احمد انصاری مرحوم (ایم این اے) نے پارلیمنٹ میں ایک یہودی پروفیسر کی کتاب لہرا کر دکھلایا کہ اسرائیل کی فوج میں سینکڑوں قادیانی موجود ہیں۔ جبکہ اسرائیل میں کسی غیر یہودی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اندریں حالات حکومت اس خبر کی مکمل تحقیق کر کے قادیانیوں اور امریکہ کے تعلقات سے قوم کو آگاہ کرے اور قادیانیوں کی ملک وملت کے خلاف سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین تقریباً پون صدی سے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے پرامن جدوجہد کرتے چلے آرہے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت وسیادت یکے بعد دیگرے امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، حضرت مولانا محمد حیاتؒ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ (نور اللہ مرقدہم) کے مبارک ہاتھوں میں رہی۔

اس وقت مجلس کی قیادت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم فرمارہے ہیں۔

مجلس کے چالیس کے قریب مبلغین ہمہ وقت ردقادیانیت میں مصروف ہیں۔ مجلس کے دفاتر میں پچاس سے زائد عملہ مصروف عمل ہے۔ مجلس کے زیراہتمام تقریباً ایک درجن مدارس کام کررہے ہیں۔ بڑا مدرسہ چناب نگر میں واقع ہے جس میں امسال خامسہ تک تعلیم ہوئی۔ نیز اس مدرسہ میں پانچ کلاس حفظ وناظرہ، تجوید قرأت اور میٹرک تک عصری تعلیم کا اہتمام وانصرام کیا گیا ہے۔ مجلس ہر سال دسیوں مقامات پر ردقادیانیت کورس منعقد کرتی ہے اور بڑا کورس چناب نگر میں منعقد ہوتا ہے۔ جس میں پانچ سو کے قریب علماء کرام، مدارس عربیہ کے منتہی طلبہ، عصری تعلیمی اداروں کے اساتذہ، طلباء اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات تربیت حاصل کرتے ہیں۔

مجلس کے زیراہتمام ہر سال سینکڑوں چھوٹی بڑی کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں۔ سال رواں میں ۷/اپریل ساہیوال، ۱۴/اپریل پھالیہ، ۲۱/اپریل لاہور، ۲۶/اپریل فیصل آباد، ۲۴/جون برمنگھم (برطانیہ) میں بڑے بڑے اجتماعات منعقد ہوئے جس میں ہزاروں سے متجاوز حضرات نے شرکت کی۔ انشاءاللہ العزیز عیدالفطر کے بعد سرگودھا اور چناب نگر میں عظیم الشان اجتماعات منعقد ہوں گے۔ نیز ہر سال چناب نگر میں سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔

مجلس کے شعبہ نشرواشاعت کے زیراہتمام احتساب قادیانیت ۴۴ جلدوں سمیت درجنوں کتابیں شائع کرکے کم قیمت پر ارسال کی جاتی ہیں۔ مجلس ہر سال عربی، اردو، انگلش، سندھی، جرمنی اور دیگر متعدد زبانوں میں لٹریچر شائع کرکے فری تقسیم کرتی ہے۔ مجلس کے ترجمان ہفت روزہ ختم نبوت کراچی اور ماہنامہ لولاک ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوکر پوری دنیا میں ارسال کئے جاتے ہیں۔ تحفظ ناموس رسالت اور قادیانیت کے ستم رسیدہ درجنوں قیدیوں کی کفالت مجلس کے فنڈ سے کی جاتی ہے۔

اندریں حالات رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں زکوٰۃ وصدقات، عطیات، صدقۃ الفطر سے مجلس کے ساتھ تعاون فرماکر اللہ اور اس کے رسول کا قرب حاصل کریں۔

حاجی فیاض حسنؒ کی رحلت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے روح رواں، روزنامہ جنگ کوئٹہ کے چیف رپورٹر، نامور صحافی جناب حاجی فیاض حسن سجاد ۶/جون کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے رحلت فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! مرحوم جوان ہمت اور بزرگ صحافی تھے۔ ان کی صحافت حضور a کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے تھی۔ بندہ بعض اوقات شہروں سے بہت دور دیہاتی علاقوں میں ہوتا اور ملک میں کوئی اہم واقعہ رونما ہوجاتا تو فون پر حاجی فیاض حسن صاحبؒ سے درخواست کی جاتی تو مرحوم اس کو خبر کی شکل میں جنگ کے تمام ایڈیشنوں اور دیگر اخبارات میں ارسال کرتے اور اپنا اثرورسوخ استعمال کرکے اس کی اشاعت کا بندوبست کراتے۔

آپ کی رحلت سے جماعت ایک باہمت صحافی، بارسوخ اخبار نویس اور رائٹر سے محروم ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی سیات سے درگزر فرمائے اور ان کی حسنات کو قبول فرماکر اپنے جوار رحمت میں جگہ عطاء فرمائیں۔ آمین!

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہؓ بنت خویلد!

محمود احمد ظفر

سیدہ خدیجہ t بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیز بن قصی بن کلاب القرشیۃ الطاہرہ، یہ جلیل القدر خاتون خاندان قریش کی سردار اور اپنے دور میں خواتین عالم کی سردار تھیں۔ انہوں نے اقامت دین کے لئے اپنی جان اور مال کی قربانی دی اور رسول اللہ a کے شانہ بشانہ کھڑی ہوگئیں۔

اس عالی مقام خاتون نے رسول اللہ a اور مسلمانوں کا پورے صبر وتحمل سے ساتھ دیا۔ جب قریش نے محاصرے اور معاشرتی بائیکاٹ کا فیصلہ کر کے اس تحریری دستاویز کو کعبہ کے اندر لٹکا دیا تھا۔ محاصرے کے بعد رسول اللہ a کے ہمدرد چچا ابوطالب وفات پاگئے اور سیدہ خدیجہ بھی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

(بحوالہ سیرت ابن ھشام ا،۲۶۶)

رسول اللہ a نے سیدہ خدیجہ t کے بارے میں ارشاد فرمایا: ’’اللہ نے مجھے اس کے بدلے میں بہتر بیوی نہ دی۔ وہ مجھ پر ایمان لائی جب لوگوں نے میرا انکار کیا۔ اس نے میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔ اس نے میری اپنے مال سے مدد کی جب لوگوں نے مجھے محروم کیا اور اللہ نے مجھے اس سے اولاد دی۔ جبکہ دیگر بیویوں نے مجھے اولاد سے محروم رکھا۔‘‘ (بحوالہ: مسند احمد ۲۴۷۴۵)

’’ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ t سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں مجھے نبی کریم a کی بیویوں پر سب سے زیادہ غیرت (رشک) سیدہ خدیجہ t پر آتی۔ حالانکہ میں نے اسے دیکھا نہ تھا۔ رسول اللہ a جب کوئی بکری ذبح کرتے تو یہ ارشاد فرماتے کہ اس بکری کا گوشت خدیجہ t کی سہیلیوں کو بھیج دو۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ t فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے رسول اللہ a کو سیدہ خدیجہ t کے بارے میں ناقدانہ بات کہہ کر ناراض کر دیا۔ تو رسول اللہ a نے فرمایا مجھے اس کی محبت عطاء کی گئی ہے۔‘‘ (بحوالہ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، حدیث ۶۲۷۸)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ t سے یہ روایت بھی منقول ہے۔ فرماتی ہیں: ’’میں نے اتنی غیرت نبی کریم a کی کسی زوجہ محترمہ پر نہیں کھائی جتنی سیدہ خدیجہ t پر غیرت محسوس کی۔ حالانکہ وہ میری شادی سے پہلے وفات پاچکی تھیں۔ جب میں یہ سنتی کہ نبی کریم a اس کا تذکرہ کر رہے ہیں اور یہ سنتی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا ہے کہ سیدہ خدیجہ t کو جنت میں ہیرے جواہرات سے مرصع عالی شان محل کی خوشخبری دے دو اور جب نبی کریم a اس کے نام پر بکری ذبح کرتے تو صرف بیویوں پر ہی اسے تقسیم نہ کرتے تو مجھے یہ دیکھ کر غیرت محسوس ہونے لگتی اور میری طبیعت میں غصہ آجاتا۔‘‘ (رواہ البخاری، مسلم)

ام المومنین سیدہ عائشہ t فرماتیں جب نبی کریم a کثرت سے سیدہ خدیجہ t کا تذکرہ کرتے تو یہ کہتیں گویا خدیجہ t کے علاوہ دنیا میں کوئی اور خاتون ہے ہی نہیں؟۔ یہ بات سن کر رسول اللہ a فرماتے: ’’وہ

ایسی تھی اور اس سے مجھے اولاد میسر آئی تھی۔" (بحوالہ صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی a خدیجہ) رسول اللہ a کا سیدہ خدیجہ t کے بارے میں یہ ارشاد فرمانا کہ وہ ایسی تھی۔ ایسی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بڑی عالم فاضل اور دانشور خاتون تھی۔

ام المومنین سیدہ خدیجہ t کی وفاداری، حکمت ودانائی، بردباری اور دانش مندی کا سب سے پہلے اظہار اس وقت ہوا جب رسول اللہ a پر پہلی وحی نازل ہوئی تھی۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ t بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ a پر وحی نازل ہونے سے پہلے آپ کو نیند میں سچے خواب آیا کرتے تھے۔ آپ a رات کو خواب دیکھتے۔ صبح ہوتی تو خواب کی تعبیر سامنے آجاتی۔ پھر آپ a کا دل پسند مشغلہ یہ ہوگیا کہ آپ a عبادت کے لئے غار حرا میں چلے جاتے اور کئی کئی راتیں وہاں تنہائی میں عبادت میں مصروف رہتے۔ جب کھانے پینے کا سامان ختم ہوجاتا تو آپ مزید سامان لینے کے لئے سیدہ خدیجہ t کے پاس آجاتے۔ ایک روز غار حرا میں سیدنا جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ a سے کہا کہ پڑھئے: "اقرء"۔ آپ a نے فرمایا: "ما انا بقاری" میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپ a فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے اپنی بغل میں لے کر خوب دبایا اور پھر مجھے چھوڑ دیا۔ پھر انہوں نے کہا پڑھئے: "اقرء"۔ آپ a نے فرمایا: "ما انا بقاری" میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے دوبارہ پکڑا اور خوب دبایا۔ پھر مجھے چھوڑ دیا تو انہوں نے پھر کہا پڑھئے: "اقرء"۔ میں نے کہا: "ما انا بقاری" میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ تو انہوں نے مجھے تیسری بار بغل میں لے کر خوب دبایا پھر مجھے چھوڑ دیا اور ان آیات کی تلاوت کی۔

"اقرء باسم ربك الذی خلق ۰ خلق الانسان من علق ۰ اقراوربك الاكرم ۰ الزی علم بالقلم ۰ علم الانسان مالم یعلم (العلق : ۱،۵)" ﴿پڑھو اے نبیؐ اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔ جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا۔ اس نے انسان کو وہ علم سکھایا جس کو وہ جانتا نہ تھا۔﴾

یہ وحی نازل ہونے کے بعد رسول اللہ a سیدہ خدیجہ t کے پاس آئے اور آپ a نے دو مرتبہ فرمایا مجھے اوڑھنے کے لئے کمبل دو۔ یہاں تک کہ آپ a کا خوف جاتا رہا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے رسول اللہ a نے سیدہ خدیجہ t سے فرمایا۔ مجھے کیا ہوگیا ہے؟ اور اس کے بعد آپ a کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ بتایا اور فرمایا مجھے اپنی جان کا خطرہ محسوس ہورہا ہے۔

سیدہ خدیجہ t سن کو کہنے لگیں۔ میرے سرتاج! خطرے کی کوئی بات نہیں۔ اللہ کی قسم! آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ سچ بولتے ہیں۔ دوسروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ بے کسوں کے لئے کماتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات میں آپ a مدد کرتے ہیں۔ اس کے بعد سیدہ خدیجہ t رسول اللہ a کو اپنے ساتھ لے کر چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور ان سے کہا

ذرا ان کی روئیداد تو سنیں۔ ورقہ بن نوفل بہت بڑا عالم تھا۔وہ متوجہ ہوا اور اس نے کہا۔فرمائیے! کیا ماجرا ہے؟۔ رسول اللہ a نے اپنے ساتھ پیش آنے والا سارا واقعہ سنا دیا۔ورقہ بن نوفل نے اطمینان سے پوری بات سن کر کہا۔یہ تو وہ فرشتہ ہے جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی لے کر آیا کرتا تھا۔کاش کہ جب آپ کی قوم آپ کو اپنے وطن سے نکل جانے پر مجبور کر دے گی اگر میں زندہ ہوا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔

(بحوالہ صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی ۱،۳، صحیح مسلم کتاب بدء الوحی ۱،۳۷۹)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام نبی کریم a کے پاس آئے تو عرض کیا یا رسول اللہ a یہ خدیجہ t آپ کے پاس آئی ہے۔اسے اس کے رب اور میری طرف سے سلام کہیں اور اسے جنت میں ہیرے جواہرات سے بنے ہوئے گھر کی بشارت دے دیں۔جس میں نہ شور ہوگا اور نہ ہی تھکاوٹ ہوگی۔

(بحوالہ بخاری، مسلم)

سیدنا علیؓ نبی کریم a سے روایت کرتے ہیں۔امت کی بہترین خاتون سیدہ مریم بنت عمران ہے اور امت کی بہترین عورت سیدہ خدیجہ t بنت خویلد ہے۔"

(بحوالہ صحیح البخاری ، فضائل اصحاب النبیؐ ،صحیح مسلم، فضائل الصحابہ، رقم ۲۴۳۰)

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے۔کہتے ہیں کہ رسول اللہ a نے زمین پر چار لکیریں کھینچیں اور فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟۔سب نے کہا! اللہ اور اس کا رسول a ہی بہتر جانتے ہیں۔رسول اللہ a نے ارشاد فرمایا! خواتین اہل جنت میں سب سے افضل خدیجہ t بنت خویلد، فاطمہ t بنت محمد، فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور مریم بنت عمران ہیں۔

سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی کریم a کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تو عرض کی کہ اللہ تعالیٰ خدیجہ t کو سلام کہتے ہیں۔سیدہ خدیجہ t نے جواب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ سراپا سلامتی ہے۔جبرائیل پر سلامتی ہو اور آپ پر سلامتی ہو۔اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔ (رواہ مسلم، ونسائی)

"سیدہ عائشہ t سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم a نے سیدہ خدیجہ t کی موجودگی میں کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کی۔"

جب کچھ عرصے کے لئے نبی کریم a پر وحی کا نزول منقطع ہوگیا تو آپ a بہت زیادہ غمگین رہنے لگے۔یہ دن رسول اللہ a کو بڑے بھاری محسوس ہو رہے تھے تو سیدہ خدیجہ t رسول اللہ a کو تسلی اور حوصلہ دیتے ہوئے کہنے لگیں۔میری سرتاج آپ غمگین نہ ہوں۔یہ سختی کے دن عنقریب ختم ہو جائیں گے۔تنگی کے بعد کشادگی آنے والی ہے۔یہ اللہ کا دستور ہے کہ تنگی کے بعد خوشحالی آتی ہے۔مشکل کے بعد آسانی پیدا ہوتی ہے۔یہ قانون قدرت ہے کہ شاخ گل پر پھول آنے سے پہلے خار آجاتے ہیں۔

عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے۔وہ رسول اللہ a سے روایت کرتے ہیں کہ آپ a نے ارشاد فرمایا

کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خدیجہ t کو جنت میں ہیرے جواہرات سے بنے ہوئے گھر کی خوشخبری دوں۔ جس میں نہ شور ہوگا اور نہ ہی تھکاوٹ ہوگی۔ (بحوالہ صحیح الجامع، رقم ۱۳۶۸)

علامہ مناویؒ حدیث میں مذکور (امرت ان) کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنی بیوی خدیجہ t بنت خویلد کو جنت میں ہیرے جواہرات سے مرصع گھر کی خوشخبری دوں۔ یہ گھر ایک عالی شان محل ہوگا جس میں ہیرے جواہرات کا جڑاؤ کیا گیا ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے یہ محل سیدہ خدیجہ t بنت خویلد کے لئے بطور خاص تیار کیا ہے۔ یہ محل بڑا پرسکون ہوگا۔ اس میں کسی قسم کا شور وغل نہ ہوگا اور نہ ہی اس میں رہتے ہوئے کوئی تھکاوٹ اور اکتاہٹ ہوگی۔ جنت میں بنائے گئے عالی شان ہیرے جواہرات سے مرصع محل کو جو گھر کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سیدہ خدیجہ t بنت خویلد کو یہ گھر دنیا کے اس گھر کے بدلے عطاء کیا گیا ہے جو اس نے اسلام کی سربلندی کے لئے وقف کر دیا تھا اور وہاں سید المرسلین، خاتم النبیین سیدنا محمد a رہائش پذیر ہوئے تھے۔ اس گھر میں کئی مرتبہ جبرائیل علیہ السلام آسمان سے وحی لے کر نازل ہوئے۔ یہ گھر دنیا میں رشک جنت بنا رہا۔ جنت میں یہ عالی شان محل خاص طور پر سیدہ خدیجہ t کے لئے تیار کیا گیا اور دنیا میں جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے اس عالی شان محل کی بشارت دے دی گئی۔

عبداللہ بن ابی اوفیؓ، سیدہ عائشہ صدیقہ t سے روایت کرتے ہیں۔ وہ رسول اللہ a سے روایت کرتی ہیں کہ آپ a نے ارشاد فرمایا: ”سیدات نساء اهل الجنة اربع مريم وفاطمة، وخديجة وآسية (بحواله صحيح الجامع ٣٦٧٨) “﴿خواتین اہل جنت کی سردار چار عورتیں ہیں۔ مریم۔ فاطمہ۔ خدیجہ اور آسیہ۔ سب پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔﴾

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”سیدات نشاء اهل الجنة اربع مريم وفاطمة وخديجة و آسية امرة فرعون “﴿خواتین اہل جنت کی سردار چار عورتیں ہیں۔ مریم۔ فاطمہ۔ خدیجہ اور فرعون کی بیوی آسیہ۔﴾ اس روایت کی رو سے ام المؤمنین سیدہ خدیجہ t کی ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ t اور دیگر ازواج مطہرات پر فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

ام المؤمنین سیدہ خدیجہ t نے نبی کریم a کی بعثت سے دس سال بعد ماہ رمضان میں ہجرت سے تین سال پہلے پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ نے نبی کریم a کی زوجیت میں پچیس سال گزارے۔ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ t کی وفات کے بعد رسول اللہ a کو پے در پے مصائب ومشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مشرکین نے رسول اللہ a کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا اور خاص طور پر جب آپ a کے ہمدرد چچا ابوطالب کی وفات ہوئی تو مشرکین کے حوصلے اور زیادہ بلند ہو گئے۔ قریش نے رسول اللہ a کو طرح طرح کی تکالیف دینا شروع کر دیں جس کی وجہ سے رسول اللہ a بہت زیادہ غمگین رہنے لگے۔ جس سال سیدہ خدیجہ t اور آپ کے چچا ابوطالب بن عبدالمطلب نے وفات پائی۔ اس کا نام غم کا سال رکھ دیا گیا۔ اللہ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ t سے راضی ہوا اور وہ اللہ پر راضی ہوئی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے جنت الفردوس میں آباد کیا۔

حضرت علیؓ کی شہادت!

مولانا محمد ہاشم خراسانی!

جنگ جمل کے بعد اسلامی خلافت کی نزاع دو شخصوں میں محصور ہوکر رہ گئی تھی۔ حضرت علی ابن ابی طالبؓ و حضرت معاویہ ابن ابی سفیانؓ کے درمیان تیسری شخصیت حضرت عمرو بن العاصؓ کی تھی اور اپنے سیاسی تدبر کی وجہ سے غیر معمولی اہمیت رکھتی تھی۔

جنگ صفین نے مسلمانوں میں ایک نیا فرقہ ''خوارج'' کا پیدا کر دیا تھا جو تمام تر سیاسی اغراض ومقاصد رکھتا تھا۔ اس فرقہ نے اپنا سیاسی مذہب یہ آیت قرار دیا تھا: ''ان الحکم الا للہ ''یعنی حکومت کسی آدمی کی نہیں ہونی چاہئے۔ دراصل تاریخ اسلام کے خوارج موجودہ تمدن کے انارکسٹ سے تھے۔ لہٰذا وہ کوفہ اور دمشق دونوں حکومتوں کے مخالف تھے۔ مکہ میں بیٹھ کر خارجیوں نے سازش کی۔ تین آدمیوں نے بیڑا اٹھایا کہ پوری تاریخ اسلام بدل دیں گے اور انہوں نے بدل دی۔

عمرو بن بکیر تمیمی نے کہا کہ میں حاکم مصر عمرو بن العاص کو قتل کردوں گا۔ کیونکہ وہ فتنہ کی متحرک روح ہے۔

برک بن عبداللہ تمیمی نے کہا کہ میں معاویہ ابن ابی سفیان کو قتل کردوں گا۔ کیونکہ اس نے دمشق میں قیصریت قائم کی ہے۔ ایک لمحہ کے لئے خاموشی چھا گئی۔ حضرت علی ابن ابی طالبؓ کے نام سے دل تھراتے تھے۔ بالآخر عبدالرحمن ابن ملجم مرادی نے مہر سکوت توڑتے ہوئے کہا کہ میں علیؓ کو قتل کردوں گا۔

ان ہولناک مہموں کے لئے ۱۷رمضان کی تاریخ مقرر ہوئی۔ پہلے دو شخص اپنی مہم میں ناکام رہے۔ لیکن عبدالرحمن ابن ملجم کامیاب ہوگیا۔ اس اجمال کی تفصیل حسب ذیل ہے:

مکہ سے چل کر عبدالرحمن کوفہ پہنچا۔ یہاں بھی خوارج کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ عبدالرحمن ان کے ہاں آتا جاتا تھا۔ ایک دن قبیلہ تیم الرباب کے بعض خارجیوں سے اس کی ملاقات ہوگئی۔ ان ہی میں ایک خوبصورت عورت قطام بنت شجنہ ابن عدی ابن عامر بھی تھیں۔ عبدالرحمن اس پر مائل ہوگیا۔ اس نے کہا کہ مجھ سے نکاح کی شرط یہ ہے کہ جو مہر میں طلب کروں وہ ادا کرو۔ ابن ملجم راضی ہوگیا۔ قطام نے اپنا مہر یہ بتایا تین ہزار درہم۔ ایک غلام۔ ایک کنیز اور علی کرم اللہ وجہہ کا قتل۔ عبدالرحمن نے کہا کہ منظور۔ مگر علیؓ کو کیونکر قتل کروں؟۔ اس نے جواب دیا کہ چھپ کر۔ اگر تو کامیاب ہوکو لوٹ آئے گا تو مخلوق کو شر سے نجات دے گا اور اہل عیال کے ساتھ مسرت کی زندگی بسر کرے گا۔ اگر مارا جائے گا تو جنت اور لازوال نعمت حاصل کرے گا۔ عبدالرحمن نے مطمئن ہوکر یہ شعر پڑھے:

ثلاثة الاف وعبد وقنية   به ضرب علی بالحسام المصمم

فلا مهر اعلی من علی وان علی   ولافتك الادون فتك ابن ملجم

(طبقات ابن سعد وغیرہ)

روایتوں سے ثابت ہے کہ حضرت علیؓ کے قلب میں آنے والے حادثہ کا احساس پیدا ہو گیا تھا۔ عبدالرحمٰن ابن ملجم کی طرف جب دیکھتے تو محسوس کرتے کہ اس کے ہاتھ خون سے رنگین ہونے والے ہیں۔ ابن سعد کی ایک روایت میں ہے کہ آپ فرماتے تھے: ''خدا کی قسم! مجھے آنحضرت a نے بتلایا ہے کہ میری موت قتل سے ہوگی۔''

عبدالرحمٰن ابن ملجم دو مرتبہ بیعت کرنے آیا۔ مگر آپ نے لوٹا دیا۔ تیسری مرتبہ آیا تو فرمایا۔ سب سے بڑھ کر زیادہ بد بخت آدمی کو کون چیز روک رہی ہے۔ واللہ یہ چیز (اپنی داڑھی کی طرف اشارہ کر کے) ضرور رنگ لانے والی ہے۔ (ابن سعد)

کبھی کبھی اپنے ساتھیوں سے خفاء ہو جاتے تو فرماتے تمہارے سب سے زیادہ بد بخت آدمی کو آنے اور میرے قتل کرنے سے کون سی چیز روک رہی ہے؟ خدایا میں ان سے اکتا گیا ہوں اور یہ مجھ سے اکتا گئے ہیں۔ مجھے ان سے راحت دے اور انہیں مجھ سے راحت دے۔ (ابن سعد)

ایک دن خطبہ میں فرمایا: ''قسم اس پروردگار کی جس نے بیج اگایا اور جان پیدا کی۔ یہ ضرور اس سے رنگ جانے والی ہے (اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا) بد بخت کیوں انتظار کر رہا ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا کہ امیر المومنین! ہمیں اس کا نام بتاؤ۔ ہم ابھی اس کا فیصلہ کر ڈالیں گے۔ فرمایا! تو تم ایسے آدمی کو قتل کرو گے جس نے مجھے ابھی قتل نہیں کیا ہے؟ عرض کیا گیا کہ تو ہم پر کسی کو خلیفہ بنا دیجئے۔ فرمایا! میں تمہیں اسی حال پر چھوڑ کر جاؤں گا جس حال میں تمہیں جناب رسول اللہ a چھوڑ گئے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس صورت میں آپ خدا کو کیا جواب دیں گے؟ فرمایا! خدایا! میں ان میں تجھے چھوڑ آیا ہوں تو چاہے تو ان کی اصلاح کرے اور چاہے انہیں بگاڑ دے۔
(مسند امام احمد مسند علی)

حادثے سے پہلے؟

آپ کی کنیز ام جعفر کی روایت ہے کہ واقعہ قتل سے چند دن پہلے میں آپ کے ہاتھ دھلا رہی تھی کہ آپ نے سر اٹھایا۔ پھر داڑھی ہاتھ میں لی اور فرمایا کہ حیف ہے تجھ پر تو خون سے رنگی جائے گی۔ (ابن سعد)

آپ کے بعض اصحاب کو بھی اس سازش کا پتہ چل گیا تھا۔ چنانچہ خود بنی مراد میں سے ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ امیر المومنین! ہوشیار رہئے۔ یہاں کچھ لوگ آپ کے قتل کا ارادہ کر رہے ہیں۔ (الامامۃ والسیاسہ)

یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ کس قبیلہ میں سازش ہو رہی ہے۔ چنانچہ ایک دن آپ نماز پڑھ رہے تھے ایک شخص نے آ کر عرض کیا کہ ہوشیار رہئے۔ کیونکہ قبیلہ مراد کے کچھ لوگ آپ کو قتل کرنے کی فکر میں ہیں۔ (ابن سعد)

یہ بھی واضح ہو گیا تھا کہ کون شخص ارادہ کر رہا ہے؟ اشعث نے ایک دن ابن ملجم کو تلوار لگائے دیکھا اور اس سے کہا کہ مجھے اپنی تلوار دکھاؤ۔ اس نے وہ تلوار دکھائی تو بالکل نئی تھی۔ انہوں نے کہا تلوار لگانے کی وجہ کیا ہے۔ حالانکہ یہ زمانہ تو جنگ کا نہیں۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں گاؤں کے اونٹ ذبح کرنا چاہتا ہوں۔ اشعث سمجھ گئے اور اپنے خچر پر سوار ہو کر حضرت علیؓ کے سامنے حاضر ہو گئے اور کہا کہ آپ ابن ملجم کی جرأت وشجاعت سے واقف

ہیں؟۔آپ نے جواب دیا۔لیکن اس نے مجھے ابھی تک قتل نہیں کیا ہے۔ (الکامل)

ایک دن آپ مسجد میں خطبہ دے رہے تھے۔ابن ملجم منبر کے پاس بیٹھا تھا۔لوگوں نے سنا کہ وہ دانت پیس کر کہہ رہا ہے:’’واللہ!میں انہیں تیرے شر سے نجات دوں گا۔‘‘ امیر المومنین جب مسجد سے اپنے گھر لوٹے تو لوگ اسے گریبان سے پکڑ کر لائے اور تمام واقعہ سنایا۔آپ نے فرمایا:’’لیکن ابھی تک اس نے مجھے قتل نہیں کیا ہے۔چھوڑ دو۔‘‘ (الکامل)

ابن ملجم کا ارادہ اس قدر مشہور ہوگیا تھا کہ خود آپ بھی اسے دیکھ کر عمرو بن سعدی کرب کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

اريد وحباءه ويريد قتلی عديرك من خليك من مراد

ابن ملجم برابر برأت کیا کرتا تھا۔لیکن ایک دن جھنجلا کر کہنے لگا جو بات ہونے والی ہے ہو کر رہے گی۔اس پر بعض لوگوں نے کہا کہ آپ اسے پہچان گئے ہیں۔پھر اسے قتل کیوں نہیں کر ڈالتے؟۔فرمایا کہ:’’اپنے قاتل کو کیسے قتل کروں۔‘‘ (الکامل)

صبح شہادت

اقدام قتل جمعہ کے دن نماز فجر کے وقت ہوا۔رات بھر ابن ملجم اشعث بن قیس کندی کی مسجد میں اس کے ساتھ باتیں کرتا رہا۔اس نے کوفہ میں شبیب ابن بجرہ نامی ایک اور خارجی کو اپنا شریک کار بنا لیا تھا۔دونوں تلوار لے کر چلے اور اس دروازے کے مقابل بیٹھ گئے جس سے امیر المومنین حضرت علیؓ نکلا کرتے تھے۔ (ابن سعد)

اسی رات امیر المومنین کو نیند نہ آئی۔حضرت حسنؓ سے مروی ہے کہ سحر کے وقت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ:’’فرزند!رات بھر جاگتا رہا ہوں۔ذرا دیر ہوئی بیٹھے بیٹھے آنکھ لگ گئی تھی۔خواب میں آقائے نامدار جناب رسول اللہ a کو دیکھا۔میں نے عرض کیا۔یا رسول اللہ a آپ کی امت سے میں نے بڑی تکلیف پائی۔فرمایا!دعا کرو کہ خدا تجھے ان سے چھٹکارا دے دے۔ (الکامل)

اس پر میں نے دعا کی:’’خدایا مجھے اس سے بہتر رفیق عطاء فرما اور انہیں مجھ سے بدتر ساتھی دے۔‘‘

(ابن سعد)

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ اسی وقت ابن البناح مؤذن بھی حاضر ہوا اور پکارا لوگو!نماز۔میں نے آپ کا ہاتھ تھام لیا۔آپ اٹھے۔ابن البناح آگے بڑھا میں پیچھے تھا۔دروازے سے باہر نکل کر آپ نے پکارا۔لوگو!نماز۔روز آپ کا یہی دستور تھا کہ لوگوں کو نماز کے لئے مسجد میں جگاتے پھرتے تھے۔ (ابن سعد)

ایک اور روایت میں یہ ہے کہ مؤذن کے پکارنے پر آپ اٹھے نہیں لیٹے رہے۔مؤذن دوبارہ آیا۔مگر آپ سے پھر بھی اٹھا نہ گیا۔سہ بارہ کے آواز دینے پر آپ بمشکل اٹھے اور یہ شعر پڑھتے ہوئے مسجد کو چلے:

ترجمہ:موت کے لئے کمر کس لے۔کیونکہ موت تجھ سے ضرور ملاقات کرنے والی ہے۔موت سے نہ ڈر۔اگر وہ تیرے یہاں نازل ہو جائے۔ (احیاء العلوم ج۴)

آپ جونہی آگے بڑھے دو تلواریں چمکتی ہوئی نظر آئیں اور ایک آواز بلند ہوئی کہ:’’ان الحکم الاللہ ‘‘ حکومت خدا کی ہے۔ نہ کہ علیؓ تیری۔ شبیب کی تلوار تو طاق پر پڑی لیکن ابن ملجم کی تلوار آپ کی پیشانی پر لگی اور دماغ تک اتر گئی۔ انا للہ وانا الیہ رجعون! (ابن سعد)

زخم کھاتے ہی آپ نے فرمایا:’’فزت برب الکعبہ ‘‘﴿رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔﴾

(احیاء العلوم ج ۴)

قاتل جانے نہ پائے۔ لوگ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے۔ شبیب تو نکل بھاگا۔ (ابن سعد)

عبدالرحمٰن نے تلوار گھمانہ شروع کر دی اور مجمع کو چیرتا ہوا آگے بڑھا۔ قریب تھا کہ ہاتھ سے نکل جائے۔ لیکن مغیرہ ابن نوفل ابن حارث ابن عبدالمطلب جو اپنے وقت کے پہلوان تھے۔ دوڑے اور بھاری کپڑا اس پر ڈال دیا اور زمین پر دے مارا۔ (الکامل)

قاتل اور مقتول

امیر المومنینؓ گھر پہنچائے گئے۔ آپ نے قاتل کو طلب کیا جب وہ سامنے آیا تو فرمایا کہ او دشمن خدا! کیا میں نے تجھ پر احسان نہیں کیے تھے؟۔ ہاں! فرمایا کہ پھر تو نے کیوں یہ حرکت کی؟۔ اس نے کہا کہ میں نے اسے (تلوار کو) چالیس دن تیز کیا تھا اور خدا سے دعا کی تھی کہ اس سے اپنی بدترین مخلوق قتل کرائے۔ فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں تو اسی سے قتل ہو جائے گا اور خیال کرتا ہوں تو ہی خدا کی بدترین مخلوق ہے۔ (طبری)

آپ کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ نے پکار کر کہا۔ او دشمن خدا! تو نے امیر المومنین کو قتل کر ڈالا۔ کہنے لگا کہ میں نے امیر المومنین کو قتل نہیں کیا۔ البتہ تمہارے باپ کو قتل کیا ہے۔ انہوں نے خفا ہو کر کہا۔ واللہ! میں امید کرتی ہوں امیر المومنین کا بال بیکا نہ ہوگا۔ کہنے لگا بخدا! میں نے مہینہ بھر اسے (تلوار) کو زہر پلایا ہے۔ اگر اب بھی یہ بے وفائی کرے تو خدا اسے غارت کر دے۔ (ابن سعد)

امیر المومنین نے حضرت حسنؓ سے فرمایا کہ یہ قیدی ہے۔ اس کی خاطر تواضع کرو۔ اچھا کھانا دو۔ نرم بچھونا بچھا دو۔ اگر زندہ رہوں گا تو اپنے خون کا سب سے زیادہ دعویدار میں ہوں گا۔ قصاص لوں گا یا معاف کر دوں گا۔ اگر مر جاؤں تو اسے بھی میرے پیچھے روانہ کر دینا۔ رب العالمین کے حضور اس سے جواب طلب کروں گا۔ (ابن سعد)

پھر اہل خاندان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے بنی عبدالمطلب! ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں کی خونریزی شروع کر دو اور کہو کہ امیر المومنین قتل ہوگئے۔ خبردار! میرے قاتل کے سوا کوئی دوسرا قتل نہ کیا جائے۔ اے حسنؓ اگر میں اس کی اس ضرب سے مر جاؤں تو ایسی ہی ضرب سے اسے بھی مارنا۔ اس کے ناک، کان کاٹ کر لاش خراب نہ کرنا۔ کیونکہ میں نے نبی اکرم a کو فرماتے سنا ہے کہ خبردار ناک، کان مت کاٹو۔ اگرچہ وہ کتا کیوں نہ ہو۔

(طبری)

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا۔ اگر تم قصاص لینے ہی پر اصرار کرو تو چاہئے کہ اسے اسی طرح ایک ضرب سے مارو جس طرح اس نے مجھے مارا ہے۔ لیکن اگر معاف کر دو تو یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔ (الکامل)

وصیت

پھر آپ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو جندب بن عبداللہ نے حاضر ہو کر کہا: خدانخواستہ اگر ہم نے آپ کو کھو دیا تو کیا حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں تمہیں نہ اس کا حکم دیتا ہوں۔ نہ اس سے منع کرتا ہوں۔ اپنی مصلحت تم بہتر سمجھتے ہو۔ (طبری)

پھر آپ نے اپنے دونوں صاحبزادوں حسنؓ اور حسینؓ کو بلا کر فرمایا کہ میں تم دونوں کو تقویٰ الٰہی کی وصیت کرتا ہوں اور اس کی کہ دنیا کا پیچھا نہ کرنا۔ اگرچہ وہ تمہارا پیچھا کرے۔ جو چیز تم سے دور ہو جائے۔ اس پر نہ کڑھنا۔ ہمیشہ حق کہنا۔ یتیم پر رحم کھانا۔ بے کس کی مدد کرنا۔ آخرت کے لئے عمل کرنا۔ ظالم کا دشمن بننا۔ مظلوم کا حامی بننا۔ کتاب اللہ پر چلنا۔ خدا کے باب میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا۔ پھر آپ نے تیسرے صاحبزادے محمد ابن الحنفیہ کی طرف دیکھا جو نصیحت میں نے تیرے بھائیوں کو کی۔ تو نے حفظ کر لی؟۔ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔! فرمایا! میں تجھے بھی یہی وصیت کرتا ہوں۔ نیز وصیت کرتا ہوں کہ اپنے دونوں بھائیوں کے عظیم حق کا خیال رکھنا۔ ان کی اطاعت کرنا۔ بغیر ان کی رائے کے کوئی کام نہ کرنا۔ پھر امام حسنؓ اور حسینؓ سے فرمایا کہ میں تمہیں اس کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ تمہارا بھائی ہے۔ تمہارے باپ کا بیٹا ہے اور تم جانتے ہو کہ تمہارا باپ اس سے محبت کرتا ہے۔

پھر امام حسنؓ سے فرمایا کہ فرزند! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں خوف خدا کی۔ اپنے اوقات میں نماز قائم کرنے کی۔ میعاد پر زکوٰۃ ادا کرنے کی۔ ٹھیک وضو کرنے کی۔ کیونکہ نماز بغیر طہارت ممکن نہیں اور مانع زکوٰۃ کی نماز قبول نہیں۔ نیز وصیت کرتا ہوں خطائیں معاف کرنے کی۔ دین میں عقل و دانش کی۔ ہر معاملہ میں تحقیق کی۔ قرآنی مزاولت کی۔ پڑوسی سے حسن سلوک کی۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر کی۔ فواحش سے اجتناب کی۔ (طبری)

پھر اپنی تمام اولاد کو مخاطب کر کے فرمایا کہ خدا سے ڈرتے رہو۔ اس کی اطاعت کرو۔ جو تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اس کا غم نہ کرو۔ اس کی عبادت پر کمر بستہ رہو۔ چست و چالاک رہو۔ سست نہ بنو۔ ذلت قبول نہ کرو۔ خدایا! ہم سب کو ہدایت پر جمع کر۔ ہمیں اور انہیں دنیا سے بے رغبت کر دے اور ان کے لئے آخرت اول سے بہتر کر۔ (الامامۃ السیاسۃ)

آخری وصیت

وفات کے وقت یہ وصیت لکھوائی: ”یہ علی ابن ابی طالب کی وصیت ہے۔ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد a اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میری نماز میری عبادت۔ میرا جینا، میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔ پھر اے حسنؓ میں تجھے اور اپنی تمام اولاد کو وصیت کرتا ہوں کہ خدا کا خوف کرنا اور جب مرنا تو اسلام پر ہی مرنا۔

سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ a کو

فرماتے سنا ہے کہ آپس میں ملاپ رکھنا، روزے نماز سے بھی افضل ہے۔ اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھو۔ ان سے بھلائی کرو۔ خدا تم پر حساب آسان کردے گا اور ہاں یتیم۔ یتیموں کا خیال رکھو۔ ان کے منہ میں خاک مت ڈالو۔ وہ تمہاری موجودگی میں ضائع نہ ہونے پائیں اور دیکھو تمہارے پڑوسی! اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو۔ کیونکہ یہ تمہارے نبی کی وصیت ہے۔ رسول اللہ a برابر پڑوسیوں کے حق میں وصیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم سمجھے شاید انہیں ورثہ میں شریک کردیں گے اور دیکھو قرآن! ایسا نہ ہو قرآن پر عمل کرنے سے کوئی تم پر بازی لے جائے۔ نماز! کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے اور تمہارے رب کا گھر۔ اپنے رب کے گھر سے غافل نہ رہنا اور جہاد فی سبیل اللہ! اللہ کی راہ میں اپنی جان ومال سے جہاد کرتے رہو! زکوٰۃ! پروردگار کا غصہ ٹھنڈا کرتی ہے اور ہاں تمہارے نبی a کے ذمی! (یعنی غیر مسلم، جو تمہارے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں) ایسا نہ ہو ان پر تمہارے سامنے ظلم کیا جائے اور تمہارے نبی a کے صحابی! یاد رکھو رسول اللہ a نے اپنے صحابیوں کے حق میں وصیت کی ہے اور فقراء ومساکین! انہیں اپنی روزی میں شریک کرو اور تمہارے غلام! غلاموں کا خیال رکھنا۔ خدا کے باب میں اگر کسی کی بھی پرواہ نہیں کرو گے تو خدا تمہارے دشمنوں سے تمہیں محفوظ کردے گا۔ خدا کے تمام بندوں پر شفقت کرو۔ جب بات کرو تو میٹھی زبان میں بات کرو۔ ایسا ہی خدا نے حکم دیا ہے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہ چھوڑنا۔ ورنہ تمہارے اشرار تم پر مسلط کردیئے جائیں گے۔ پھر تم دعائیں کروگے۔ مگر قبول نہ ہوں گی۔ باہم ملے جلے رہو۔ بے تکلف اور سادگی پسند رہو۔ خبردار! ایک دوسرے سے نہ کٹنا اور نہ آپس میں پھوٹ ڈالنا۔ نیکی اور تقویٰ پر باہم مددگار رہو۔ مگر گناہ اور زیادتی میں کسی کی مدد نہ کرو۔ خدا سے ڈرو۔ کیونکہ اس کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔ اے اہل بیعت خدا تمہیں محفوظ رکھے اور اپنے نبی a کو تم میں یاد رکھے۔ میں تمہیں خدا ہی کے سپرد کرتا ہوں۔ تمہارے لئے سلامتی اور برکت چاہتا ہوں۔ اس کے بعد لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا اور ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کرلیں۔ (طبری ج۶)

تدفین کے بعد

آپ کی تدفین کے دوسرے دن حضرت حسنؓ نے مسجد میں خطبہ دیا: ’’لوگو! کل تم میں سے ایک ایسا شخص رخصت ہوگیا ہے جس کے نہ اگلے علم میں پیش قدمی کرگئے نہ پچھلے اس کی برابری کریں گے۔ رسول اللہ a اسے جھنڈا دیتے تھے اور اس کے ہاتھ پر فتح ہوجاتی تھی۔ اس نے چاندی، سونا کچھ نہیں چھوڑا۔ صرف اپنے روزینے میں سے کاٹ کر سات سو درہم گھر کے لئے جمع کئے تھے۔‘‘ (مسند حسن)

زیدؓ ابن حسینؓ سے مروی ہے کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کی خبر کلثوم بنت عمر کے ذریعہ مدینہ پہنچی۔ سنتے ہی تمام شہر میں کہرام مچ گیا۔ کوئی آنکھ نہ تھی جو روتی نہ ہو۔ بالکل وہی منظر پیش تھا جو رسول اللہ a کی وفات کے دن دیکھا گیا تھا۔ جب ذرا سکون ہوا تو صحابہ کرامؓ نے کہا کہ چلو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ t کو دیکھیں کہ رسول اللہ a کے چچیرے بھائی کی موت کو سن کر ان کا کیا حال ہے؟

حضرت زیدؓ کہتے ہیں کہ سب لوگ ہجوم کرکے ام المومنین t کے گھر گئے اور اجازت چاہی انہوں نے دیکھا کہ شہادت کی خبر یہاں تک پہنچ چکی ہے اور ام المومنین t غم سے نڈھال، آنسوؤں سے تربتر بیٹھی ہیں۔

لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو خاموشی سے لوٹ آئے۔ حضرت زیدؓ ابن حسین فرماتے ہیں کہ دوسرے دن مشہور ہوا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ t رسول اللہ a کی قبر شریف پر تشریف لے جارہی ہیں۔ مسجد میں جتنے بھی انصار و مہاجرین تھے۔ وہ استقبال کو اٹھ کر کھڑے ہوئے اور سلام کرنے لگے۔ مگر ام المومنین t نہ کسی کے سلام کا جواب دیتی تھیں نہ بولتی تھیں۔ شدت گریہ سے زبان بند تھی۔ دل تنگ تھا۔ چادر بار بار پیروں میں الجھتی اور آپ لڑکھڑا لڑکھڑا جاتیں۔ بدقت تمام پہنچیں۔ لوگ پیچھے پیچھے چلے آرہے تھے۔ حجرہ میں داخل ہوئیں تو دروازہ پکڑ کر کھڑی ہوگئیں اور ٹوٹی ہوئی آواز میں فرمایا:

”اے نبی ہدایت! تجھ پر سلام! ابوالقاسم! تجھ پر سلام! اور رسول اللہ! آپ پر اور آپ کے دونوں ساتھیوں پر سلام! میں آپ کے محبوب ترین عزیز کی شہادت کی خبر آپ کو سنانے آئی ہوں۔ میں آپ کے عزیز ترین کی یاد تازہ کرنے آئی ہوں۔ بخدا آپ کا چنا ہوا حبیب، منتخب کیا ہوا عزیز قتل ہوگیا۔ واللہ وہ قتل ہوگیا۔ جس کی بیوی افضل ترین عورت تھی۔ واللہ وہ قتل ہوگیا۔ جو ایمان لایا اور ایمان کے عہد میں پورا اترا۔ میں رونے والی غمزدہ ہوں۔ میں اس پر آنسو بہانے اور دل جلانے والی ہوں۔ اگر قبر کھل جاتی تو تیری زبان بھی یہی کہتی کہ تیرا عزیز ترین اور افضل ترین وجود قتل ہوگیا۔ (عبدالفرید ج۲)

ایک روایت میں ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ t نے جب امیر المومنین حضرت علیؓ کی شہادت سنی تو ٹھنڈی سانس لی اور کہا کہ اب عرب جو چاہیں کریں۔ کوئی انہیں روکنے والا باقی نہیں رہا۔ (استیعاب)

اسلام ہر دور میں ہر طبقہ کی راہنمائی کی صلاحیت رکھتا ہے

آکسفورڈ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما اور اقرأ روضۃ الاطفال کے نائب مدیر مفتی خالد محمود نے آکسفورڈ کی مدینہ مسجد میں اہل علاقہ، نوجوانوں اور معززین کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام ہر دور میں ہر طبقہ کی راہنمائی کی صلاحیت رکھتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج روئے زمین پر اگر آسمانی رہنمائی اپنی اصلی اور درست شکل میں کسی کے پاس موجود ہے تو وہ صرف اور صرف مسلمان ہیں۔ کیونکہ کوئی آسمانی کتاب کسی آسمانی مذہب کے ماننے والوں کے پاس اصلی شکل میں محفوظ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ دشمنان اسلام ہمیشہ مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن کریم پر اپنا غصہ اتارتے ہیں۔ کبھی قرآن کی توہین کرتے ہیں۔ کبھی اسے جلاتے ہیں۔ کبھی اس کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہیں اور کبھی علامتی عدالتیں لگا کر قرآن کریم کے خلاف فیصلہ سناتے ہیں۔ جو ان کی بے بسی اور ذہنی پسماندگی کی علامت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور آسمانی کتابوں پر سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کسی پیغمبر یا ان پر نازل ہونے والی کتابوں کی گستاخی کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ انبیاء کرام علیہم السلام بشمول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گستاخی کا مرتکب دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ مفتی صاحب نے تمام مسلمان خصوصاً نوجوانوں پر زور دیا کہ وہ قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں اور دیار غیر میں ایک پکے سچے مسلمان کا کردار ادا کریں۔ اپنے ہم وطنوں کے ساتھ ایسی سرگرمیوں میں حصہ نہ لیں جو مسلمانوں اور پاکستان کی بدنامی کا باعث ہوں۔

فضائل رمضان اور اس کے حقوق!

محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی!

’’اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ‘‘رمضان المبارک وہ ماہ مقدس ہے جس میں قرآن حکیم اترا۔ جو لوگوں کے لئے سرتاپا ہدایت ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ مبارک ماہ مقدس ہمیں عطاء فرمایا ہے۔ اس واسطے سب مسلمانوں پر اس کا شکر واجب ہے۔ بہت خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی زندگی میں رمضان المبارک آئے اور وہ اس کے آداب اور حقوق ادا کریں۔ جو اس کے حقوق ادا کرے۔ اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ شاید زندگی میں دوسرا رمضان المبارک آئے یا نہ آئے۔ اس واسطے اس کی جتنی قدر ہوسکے کرنی چاہئے۔ اللہ کریم نے اس مہینہ کا رمضان نام رکھا ہے۔

رمضان مشتق ہے۔ رمض سے اور رمض کے معنی ہیں جلا دینے کے۔ گویا یہ مہینہ مسلمانوں کے تمام گناہوں کو جلا دیتا ہے اور اللہ کریم نے یہ مہینہ اس واسطے مقرر کیا ہے کہ انسان مختلف کام کرتا رہتا ہے۔ ساتھ ہی کچھ ناجائز اور برے کام ہوجاتے ہیں تو جو برے کام اور گناہ ہوتے ہیں۔ اس سے دل پر سیاہ نقطے لگ جاتے ہیں۔ جب آدمی کوئی ایک گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک کالا نقطہ لگ جاتا ہے۔

اگر وہ پچی توبہ کرلیتا ہے تو وہ دھل جاتا ہے اور اگر دوسری مرتبہ گناہ کرتا ہے تو دوسرا نقطہ لگ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اگر گناہ نہ چھوڑے تو یہ سیاہ نقطے سارے دل کو گھیر لیتے ہیں۔ سارا دل سیاہ ہوجاتا ہے۔ اس واسطے اس نقطہ کو توجہ سے دھولو۔ ورنہ مرتے وقت توبہ کی توفیق بھی نہیں ہوتی۔ تو اللہ کریم نے اس کی مغفرت کے لئے یہ ماہ مقدس مقرر کیا۔ اس میں دوزخ کے دروازے سب بند کردیئے جاتے ہیں اور جنت کے سب دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ سرکش اور بڑے بڑے شیاطین قید کرلئے جاتے ہیں اور ہر گلی کوچہ، ہر دروازے اور ہر مکان پر اللہ کریم کی طرف سے فرشتے ندا کرتے ہیں: ’’یاباغی الخیر اقبل ویا باغی الشر اقصر ‘‘﴿اے نیکی کے طلب کرنے والے تو متوجہ ہوجا اور اے برائی کے طلب کرنے والے تو رک جا۔﴾

اللہ تعالیٰ کے بندے جن کے دل صاف ہیں۔ وہ اس کو سنتے ہیں اور رات کو جاگتے ہیں۔ بلکہ فرشتوں کا ایک طائفہ ہے جو گلیوں میں کھڑا ہوتا ہے۔ وہ سفارش کرتے ہیں کہ اے اللہ جو اس وقت جاگتے ہیں تو ان کو بخش دینا۔ وہ سفارش کرتے ہیں تو یہ سیاہی کے دھونے کے لئے جو گیارہ ماہ میں دلوں پر چڑھتی رہتی ہے۔ گیارہ ماہ کے بعد یہ ایک ماہ توبہ کے لئے ہے۔ اس ماہ مقدس میں اجروثواب کو بڑھا دیا جاتا ہے۔ نفلوں کا ثواب باقی ماہ کے فرض کے برابر اور ماہ رمضان المبارک میں فرض باقی مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر ہیں۔ اس واسطے انسان کو چاہئے کہ اس میں غفلت نہ کرے۔ جس قدر ممکن ہوسکے نیک اعمال کرنے کی کوشش کرے کہ یہ اس ماہ مقدس کا مقصود ہے۔ رمضان المبارک اتنا مبارک ہے کہ رب محمد a نے اس کی اپنی طرف نسبت کی ہے: ’’شہر للہ ‘‘یعنی ’’اللہ

کا مہینہ'' معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ مقدس کی بڑی خصوصیت ہے۔ جیسے کہتے ہیں یہ چیز بھائی سرکاری ہے۔ یہ وردی سرکاری ہے۔ اس کی عظمت ہوتی ہے۔

تین عشرے ہیں اس ماہ مقدس میں۔ اولہ رحمتہ واوسطہ مغفرۃ وآخرہ عتق من النار۔

پہلے عشرے میں رحمت برستی ہے۔ دن میں بھی اور رات میں بھی جو آدمی روزہ کا حق ادا کرے۔ کھیتی والے کھیتی کریں۔ نوکری والے نوکری کریں۔ ان کا ہر کام عبادت ہو جاتا ہے۔ اس واسطے انسان کو چاہئے کہ روزے کے حقوق ادا کرے۔ روزے کے حقوق یہ ہیں۔ اول زبان کی حفاظت ہے۔ جھوٹ نہ بولے۔ چغل خوری نہ کرے۔ غیبت نہ کرے۔ بدگوئی، بدکلامی، جھگڑا وغیرہ سب اس میں داخل ہیں۔ روزہ دار کو چاہئے کہ زبان کی تمام بری باتوں سے حفاظت کرے اور دیگر تمام بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرے کہ اس عشرہ میں بارش کی طرح اللہ کی رحمت برستی ہے۔ دوسرا عشرہ مغفرت کا ہے۔ اس میں جو گناہ ہوتے ہیں سب معاف ہو جاتے ہیں۔ البتہ حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔ نماز بروقت ادا نہیں ہوئی ہے تو اس کو قضاء کرے اور روزے رکھے نہیں جاسکے ہیں تو اس کو بھی قضاء کرے۔ باقی جو گناہ کر لئے ہیں۔ بدنظری، برائی کرلی ہے اس کا بدلہ توبہ کرے۔ تنہائی میں روئے۔ انشاء اللہ معاف ہو جائیں گے۔ واخرہ عتق من النار ! اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے۔ جو گناہ گار ہوتے ہیں ان کو رمضان المبارک کی برکت سے معافی ہو جاتی ہے اور دوزخ سے رہائی مل جاتی ہے۔ پھر وہ مستحق جنت ہو جاتے ہیں۔ عتق من النار اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت یہ ہے کہ دنیا کے جتنے کام ہیں سب کو عبادت میں داخل کرتا ہے۔

روزے کی اقسام...... فرض روزے

ان میں رمضان المبارک کے روزے اور ان کی قضاء ہر مسلمان عاقل وبالغ پر فرض ہے۔ اگر کسی معین یا غیر معین دن میں روزے رکھنے کی نذر مانی جائے تو اس نذر کو پورا کرنا واجب ہے۔ ہر مہینے کی ۱۳،۱۴،۱۵ رتاریخ کے روزے۔ نیز ۹،۱۰ رمحرم الحرام۔ ۱۵ رشعبان المعظم اور نویں ذی الحجہ کے روزے رکھنے مستون ہیں۔ عید الفطر کے بعد ماہ شوال کے چھ دن۔ ماہ ذی الحجہ کے ابتدائی آٹھ دن کے روزے رکھنا مستحب ہے۔

صیام ماہ رمضان

۱...... ہر مسلمان عاقل، بالغ مرد وعورت پر ماہ رمضان المبارک کے تمام دنوں کے روزے رکھنا فرض ہے اور کسی شرعی عذر کے بغیر ان روزوں کو ترک کرنا حرام ہے۔

۲...... روزے کا مذاق اڑانا اور اس کی فرضیت سے انکار کرنا کفر ہے۔

۳...... بلاضرورت، صرف روزے چھوڑنے کی نیت سے سفر کرنا یا بیمار بن جانا جائز نہیں۔

۴...... تندرست مسلمان یا معمولی بیمار شخص فدیہ دے کر روزہ رکھنے سے نہیں بچ سکتا۔ لہٰذا فدیہ دینے کے باوجود ایسی حالت میں اس پر روزہ قضاء کرنا واجب ہے۔

۵...... روزہ رکھ کر غیبت، چغلی، جھوٹ اور ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہ سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ نیز فضول باتوں اور لغو کھیل تماشوں سے بھی بچنا چاہئے۔

روزے کے متفرق مسائل

۱...... اگر کوئی شخص دن بھر بھوکا پیاسا رہا۔ مگر اس نے روزے کی نیت نہیں کی تو اس کا روزہ نہیں ہوگا۔

۲...... اگر کوئی سحری کے وقت روزے کی نیت کرے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ فوراً کھانا پینا چھوڑ دے۔ وہ صبح صادق تک کھا پی سکتا ہے۔ کیونکہ وقت سے قبل نیت کر لینے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی۔

۳...... قضاء یا کفارہ کے روزے کے لئے وقت سے پہلے رات کے وقت نیت کرنی ضروری ہے۔ لہٰذا اگر وقت سے قبل رات کے وقت کسی نے اس قسم کے روزے کی نیت نہیں کی تو یہ روزہ نفل ہوگا۔ قضاء یا کفارہ کا روزہ شمار نہیں کیا جائے گا۔

۴...... اگر کسی نے ماہ رمضان المبارک کے دنوں میں قضاء، کفارہ، نذر یا نفل روزے کی نیت کرکے روزہ رکھا تو وہ رمضان کا روزہ ہی رہے گا۔ کیونکہ اس ماہ مقدس میں فرض روزوں کے علاوہ اور کسی قسم کے روزے نہیں رکھے جاسکتے۔

تراویح

۱...... رمضان المبارک کے ماہ میں روزانہ بعد نماز عشاء بیس رکعت تراویح ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

۲...... مستحب یہ ہے کہ تراویح کے لئے دو دو رکعت کی نیت باندھی جائے۔ لیکن اگر کوئی بیک وقت چار رکعت کے حساب سے تراویح مکمل کرے تو یہ بھی جائز ہے۔

۳...... تمام رمضان المبارک میں تراویح کی جماعت میں ایک دفعہ قرآن کریم ختم کرنا اور اسے سننا سنت ہے۔ تاہم ایک دفعہ سے زائد قران کریم بھی تراویح میں سنایا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ مقتدی شوق ورغبت سے سننے کو تیار ہوں۔ اگر ان کی بے رغبتی اور قرآن کریم کی بے حرمتی کا اندیشہ ہو تو مکروہ ہے۔

۴...... نابالغ بچوں کو تراویح میں امام بنانا جائز نہیں۔

۵...... جو شخص بعد میں آئے وہ پہلے فرض نماز عشاء ادا کرے۔ اس کے بعد تراویح میں شرکت کرے۔

۶...... اگر غلطی سے فرض ادا نہ ہوئے ہوں اور تراویح پڑھ لی گئی ہو تو پہلے فرض نماز کا صحیح طریقے سے اعادہ کیا جائے اس کے بعد تراویح کا بھی اعادہ کرنا ہوگا۔ اس لئے کہ تراویح فرضوں کے تابع ہیں۔ جب فرض ہی نہیں ہوئے تو ان کے بعد والی تراویح بھی نہیں ہوئی۔

۷...... اگر کسی شخص کی تراویح کی کچھ رکعتیں چھوٹ گئی ہوں تو وہ امام کے ساتھ وتر باجماعت پڑھ لے۔ تراویح بعد میں ادا کرے۔

۸...... تراویح خود سنت مؤکدہ ہے۔ مگر تراویح کی جماعت سنت علی الکفایہ ہے۔ لہٰذا کچھ لوگ جماعت کے ساتھ تراویح ادا کرلیں اور باقی لوگ گھر پر تراویح ادا کریں تو یہ جائز ہے۔ تاہم یہ لوگ مسجد کے ثواب سے محروم رہیں گے۔

٩...... تراویح میں تمام قرآن کریم میں کسی ایک سورت کے آغاز میں بلند آواز سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا واجب ہے۔

١٠...... اگر کسی مقام پر حافظ نہ مل سکے یا اگر موجود ہو مگر وہ اجرت طلب کرتا ہو تو وہاں کے باشندے الم ترکیف (سورۃ فیل) سے تا آخر قرآن حکیم کی سورتیں تراویح میں پڑھوالیں اور قرآن کریم سنانے پر حافظ کو اجرت نہ دیں۔ کیونکہ تلاوت قرآن مجید پر اجرت لینا اور دینا دونوں ناجائز ہیں۔

بیس تراویح کے ثبوت کے لئے چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں:

"عن ابن عباس ان رسول اللہ ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعت والوتر" ﴿حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بے شک رحمت دو عالم a رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔ (ابن شیبہ ص۲۹۴ جلد۲)﴾

"عن جابر بن عبداللہ قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ فی رمضان فصلی الناس اربعۃ وعشرین رکعۃ واوتر ثلاثۃ" ﴿حضرت جابر ابن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں ایک رات نبی کریم a باہر تشریف لائے اور صحابہ کرامؓ کو چوبیس رکعت (۴ فرض ۲۰ تراویح) پڑھائیں اور تین وتر پڑھائے۔﴾

"عن الحسن ان عمر بن الخطاب جمع الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی بھم عشرین رکعۃ (ابوداؤد جلد ا صفحہ ۲۰۲)" ﴿حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ نے لوگوں کو حضرت ابی ابن کعبؓ پر جمع فرمایا اور وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔﴾

"عن ابی بن کعب ان عمر بن الخطاب امرہ عشرین رکعت کنز العمال (جلد۸ صفحہ ۲۶۴)" ﴿حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ نے مجھے حکم دیا کہ میں رمضان المبارک میں لوگوں کو تراویح پڑھاؤں۔ پس بیس رکعت پڑھی جاتی تھیں۔﴾

ان احادیث کی روشنی میں سب بالاتفاق فرما رہے ہیں کہ عہد فاروقی میں بیس تراویح پر ہی استقرار ہوا۔ دور برطانیہ سے پہلے کسی ایک محدث یا فقیہ نے اس کا انکار نہیں فرمایا اور سنت کے لئے مواظبت شرط ہے تو بھی بیس رکعت سنت فاروقی ہوئیں۔ یہ سیدنا عمرؓ وہی ہیں جن کے بارہ میں رحمت دو جہاں a نے فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا وہ سیدنا عمرؓ ہوتا اور فرمایا اللہ کے دین میں سب سے مضبوط عمرؓ ہیں۔ اگر بیس رکعت بدعت ہوتی تو سیدنا عمرؓ اور تمام صحابہ کرامؓ، مہاجرین، انصار کا بدعتی ہونا لازم آتا ہے۔ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ ابی ابن کعب بیس تراویح مہاجرین وانصار میں پڑھاتے تھے کسی نے بھی اس پر انکار نہ فرمایا۔ (فتاویٰ ج۲۳ ص۱۱۲)

آٹھ رکعت پڑھ کر جو لوگ جماعت سے نکل جاتے ہیں۔ وہ رمضان المبارک کے مبارک ماہ میں دوسنتوں کو پامال کرتے ہیں۔ آپ ان سے پوچھیں گے کہ ظہر کی چار موکدہ سنتوں کی بجائے آپ نے کبھی دوسنتیں پڑھی ہیں اور اگر کوئی پڑھے تو کبھی اس کا دل مانے گا میں نے پوری سنت ادا کر لی ہے۔ ہر گز نہیں۔ بیس رکعت تراویح سنت موکدہ ہے۔ آٹھ رکعت پڑھنے سے سنت ادا نہیں ہوگی۔ اسی طرح نماز تراویح میں ایک قرآن مجید پڑھنا یا سننا

سنت ہے۔ جو آٹھ رکعت پڑھ کر نکل جاتے ہیں۔ وہ اس سنت سے بھی محروم رہتے ہیں۔

رمضان میں ایک فرض کے بدلے تین فرض کا ضائع کردینا

حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے اپنی کتاب فضائل رمضان المبارک میں تحریر فرمایا ہے کہ رحمت کائنات انسان کامل a نے روزہ اور تراویح کا ذکر فرمانے کے بعد عام فرض اور نفل عبادات کے اہتمام کی طرف متوجہ فرمایا کہ اس میں ایک نفل کا ثواب دوسرے مہینوں کے فرائض کے برابر ہے۔ اس جگہ ہم لوگوں کو اپنی اپنی عبادات کی طرف بھی ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اس مبارک ماہ میں فرائض کا ہم سے کس قدر اہتمام ہوتا ہے اور نوافل کا کتنا اضافہ ہوتا ہے۔ فرائض میں تو ہمارے اہتمام کی یہ حالت ہے کہ سحری کھانے کے بعد جو سوجاتے ہیں تو اکثر صبح کی نماز قضاء ہوگئی اور کم از کم جماعت تو اکثروں کی فوت ہو ہی جاتی ہے۔ گویا سحر کھانے کا شکریہ ادا کیا کہ اللہ جل شانہ تبارک وتعالیٰ کے سب سے زیادہ مہتم بالشان فرض کو یا بالکل قضاء کردیا یا کم از کم ناقص کردیا کہ بغیر جماعت کے نماز پڑھنے کو اہل اصول نے ادائے ناقص فرمایا ہے اور رحمت دوعالم a کا ایک جگہ ارشاد ہے کہ مسجد کے قریب رہنے والوں کی گویا نماز بغیر مسجد کے ہوتی ہی نہیں۔ مظاہر حق میں لکھا ہے کہ جو شخص بغیر عذر کے بدون جماعت نماز پڑھتا ہے۔ اس کے ذمہ سے فرض تو ساقط ہوجاتا ہے۔ مگر اس کو نماز کا ثواب نہیں ملتا۔

اسی طرح دوسری نماز مغرب کی بھی جماعت اکثروں کی افطار کی نظر ہوجاتی ہے اور رکعت اولیٰ کا تو ذکر ہی کیا ہے اور بہت سے لوگ تو عشاء کی نماز بھی تراویح کے احسان کے بدلے میں وقت سے پہلے ہی پڑھ لیتے ہیں۔ یہ تو رمضان المبارک میں ہماری نماز کا حال ہے۔ جو اہم ترین فرائض میں ہے کہ ایک فرض کے بدلے میں تین کو ضائع کیا اور تین تو اکثر ہیں۔ ورنہ ظہر کی نماز قیلولہ کی نظر اور عصر کی جماعت افطاری کا سامان خریدنے کی نظر ہوتے ہوئے آنکھوں سے دیکھا گیا ہے۔ اسی طرح اور فرائض پر آپ غور فرمالیں کہ کتنا اہتمام رمضان المبارک میں ان کا کیا جاتا ہے اور جب فرائض کا یہ حال ہے تو نوافل کا کیا پوچھنا۔ اشراق اور چاشت تو سونے کی نذر ہو ہی جاتی ہیں اور اوابین کا کیسے اہتمام ہوسکتا ہے جب کہ ابھی روزہ کھولا ہے اور ابھی تراویح کا سہم ہے اور تہجد کا وقت تو ہے ہی عین سحر کھانے کا وقت تو پھر نوافل کی گنجائش کہاں؟۔ لیکن یہ سب باتیں بے توجہی اور نہ کرنے کی ہیں:

کتنے اللہ ہی کے بندے ایسے ہیں کہ جن کے لئے انہی اوقات میں سب چیزوں کی گنجائش نکل آتی ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطاء فرمائیں۔ سستی اور کاہلی سے محفوظ فرما کر رمضان المبارک کی خیر وبرکت حاصل کرنے کی ہمت عطاء فرمائیں۔

مولانا محمد اسلم شیخوپوریؒ کی شہادت پر ملک بھر میں اظہار غم

مفسر القرآن مولانا محمد اسلم شیخوپوریؒ کی المناک شہادت پر ملک بھر میں صف ماتم بچھ گئی۔ شہید قرآن پاک کے خادم اور مفسر تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین اور رہنماؤں سے محبت فرماتے تھے۔ پورے ملک سے مجلس کے مبلغین اور رہنماؤں نے مولانا کی شہادت پر غم وغصہ کا اظہار کیا۔ قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کیا۔ بالخصوص خوشاب کے مبلغ مولانا محمد اسلم بہاولنگری نے سخت غم وغصے کا اظہار کیا۔

غزوۂ بدر!

علامہ شبلی نعمانی!

’’ولقد نصر کم اللّٰہ ببدر وانتم اذلۃ ۰ فاتقوا اللّٰہ لعلکم تشکرون‘‘ (آل عمران:۱۲۳)

بدر ایک گاؤں کا نام ہے جہاں سال کے سال میلہ لگتا ہے۔ یہ مقام اس نقطہ کے قریب ہے جہاں سے مدینہ جانے کا راستہ دشوار گزار گھاٹیوں میں سے ہوکر گزرتا ہے۔ مدینہ منورہ سے قریباً ۸۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ قریش نے ہجرت کے ساتھ ہی مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ عبداللہ بن ابی کو انہوں نے خط لکھ بھیجا کہ یا محمد a کو قتل کردو۔ یا ہم آ کر ان کے ساتھ تمہارا بھی فیصلہ کر دیتے ہیں۔ قریش کی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں مدینہ کی طرف گشت لگاتی تھیں۔ کرز فہری مدینہ کی چراگاہوں تک آ کر غارت گری کرتا تھا۔ حملہ کے لئے سب سے بڑی ضروری چیز مصارف جنگ کا بندوبست تھا۔ اس لئے اب کے موسم میں قریش کا جو کاروان تجارت شام کو روانہ ہوا۔ اس سروسامان سے روانہ ہوا کہ مکہ کی تمام آبادی نے جس کے پاس جو رقم تھی کل کی کل دے دی۔

نہ صرف مرد بلکہ خواتین جو کاروبار تجارت میں بہت کم حصہ لیتی ہیں۔ ان کا بھی ایک ایک فرد اس میں شریک تھا۔ قافلہ ابھی شام سے روانہ نہیں ہوا تھا کہ حضرمی کے قتل کا اتفاقیہ واقعہ پیش آ گیا۔ جس نے قریش کی آتش غضب کو اور بھڑکا دیا۔ اسی اثناء میں یہ غلط خبر مکہ معظمہ میں پھیل گئی کہ مسلمان قافلہ لوٹنے کو آ رہے ہیں۔ قریش کے غیظ وغضب کا بادل بڑے زور وشور سے اٹھا اور تمام عرب پر چھا گیا۔

آنحضرت a کو ان حالات کی اطلاع ہوئی تو آپ نے صحابہ کرامؓ کو جمع کیا اور واقعہ کا اظہار فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ وغیرہ نے جان نثارانہ تقریریں کیں۔ لیکن رسول اللہ a انصار کی طرف دیکھتے تھے۔ کیونکہ انصار نے بیعت کے وقت صرف یہ اقرار کیا تھا کہ وہ اس وقت تلوار اٹھائیں گے جب دشمن مدینہ پر چڑھ آئیں۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ (سردار خزرج) نے اٹھ کر کہا کہ: ’’کیا حضور a کا اشارہ ہماری طرف ہے؟۔ اللہ کی قسم! آپ فرمائیں تو ہم سمندر میں کود پڑیں۔‘‘

یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔ بخاری میں ہے کہ مقداد نے کہا کہ: ’’ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ آپ اور آپ کا خدا جا کر لڑیں۔ ہم لوگ آپ کے داہنے، بائیں سے، سامنے سے، پیچھے سے لڑیں گے۔‘‘ ان کی اس تقریر سے رسول اللہ a کا چہرہ دمک اٹھا۔

غرض ۱۲؍رمضان ۲ھ کو آپ a تقریباً تین سو جان نثاروں کے ساتھ شہر سے نکلے۔ ایک میل چل کر فوج کا جائزہ لیا جو کم عمر تھے واپس کر دیئے گئے کہ ایسے پرخطر موقع پر بچوں کا کام نہیں۔ عمیرؓ بن ابی وقاصؓ ایک کمسن بچہ تھے۔ جب ان سے واپسی کا کہا گیا تو رو پڑے۔ آخر آنحضرت a نے اجازت دے دی۔ عمیر کے بھائی سعد بن ابی وقاصؓ نے کمسن سپاہی کے گلے میں تلوار حمائل کی۔ اب فوج کی کل تعداد ۳۱۳ تھی جس میں ساٹھ مہاجر اور باقی انصار تھے۔ چونکہ غیبت کی حالت میں منافقین اور یہود کی طرف سے اطمینان نہ تھا۔ اس لئے ابولبابہ بن عبدالمنذر کو

مدینہ کا حاکم مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ مدینہ کو واپس جائیں۔ عالیہ (مدینہ کی بالائی آبادی) پر عاصم بن عدی کو مقرر فرمایا۔ ان انتظامات کے بعد آپ a بدر کی طرف بڑھے۔ جدھر سے اہل مکہ کی آمد کی خبر تھی۔ دو خبر رساں بسیسہ اور عدی آگے روانہ کر دیئے گئے تھے کہ قریش کی نقل وحرکت کی خبر لائیں۔ روحاء، منصرف، ذات، اجلال، معالات، اثیل سے گزرتے ہوئے ۱۷ رمضان کو بدر کے قریب پہنچے۔ خبر رسانوں نے خبر دی کہ قریش وادی کے دوسرے سرے تک آگئے ہیں۔ آنحضرت a یہیں رک گئے اور فوجیں اتر پڑیں۔

قریش مکہ معظمہ سے قریب بڑے ساز وسامان سے نکلے تھے۔ ہزار آدمی کی جمعیت تھی۔ سو سواروں کا رسالہ تھا۔ رؤسائے قریش سب شریک تھے۔ ابولہب مجبوری کی وجہ سے نہ آسکا تھا۔ اس لئے اپنی طرف سے قائم مقام بھیج دیا تھا۔ رسد کا یہ انتظام تھا کہ امرائے قریش یعنی عباس بن مطلب، عتبہ بن ربیعہ، حارث بن عامر، نضر بن الحارث، ابوجہل، امیہ وغیرہ وغیرہ باری باری ہر روز دس دس اونٹ ذبح کرتے اور لوگوں کو کھلاتے تھے۔ عتبہ بن ربیعہ جو قریش کا سب سے معزز رئیس تھا فوج کا سپہ سالار تھا۔

چونکہ آنحضرت a اپنے ہاتھ کو خون سے آلودہ کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ صحابہؓ نے میدان کے کنارے ایک چھپر کا سائبان تیار کیا کہ آپ a اس میں تشریف رکھیں۔ سعدؓ بن معاذ دروازہ پر تیغ بکف کھڑے ہوئے کہ کوئی ادھر نہ بڑھنے پائے۔ اگرچہ بارگاہ الٰہی سے فتح ونصرت کا وعدہ ہو چکا تھا۔ عناصر عالم آمادۂ مدد تھے۔ ملائکہ کی فوجیں ہمرکاب تھیں۔ تاہم عالم اسباب کے لحاظ سے آپ a نے اصول جنگ کے مطابق فوجیں مرتب کیں۔ مہاجرین کا علم مصعبؓ بن عمیر کو عنایت فرمایا۔ خزرج کے علمبردار حضرت حبابؓ بن منذر راور اوس کے حضرت سعدؓ بن معاذ مقرر ہوئے۔ صبح ہوتے ہی آپ a نے صف آرائی شروع کی۔ دست مبارک میں ایک تیر تھا۔ اس کے اشارہ سے صفیں قائم کرتے تھے کہ کوئی شخص تل بھر آگے یا پیچھے نہ رہنے پائے۔ لڑائی میں شور وغل عام سی بات ہے۔ لیکن منع کر دیا گیا کہ کسی کے منہ سے آواز تک نہ نکلنے پائے۔ اس موقع پر بھی جبکہ دشمن کی عظیم الشان تعداد مقابل تھی اور مسلمانوں کی طرف سے ایک آدمی بھی آگر بڑھ جاتا تو کچھ نہ کچھ مسرت ہوتی۔ آنحضرت a ہمہ تن وفا تھے۔ حضرت حذیفہؓ بن الیمان اور حضرت حسیلؓ دو صحابی کہیں سے آرہے تھے۔ راہ میں کفار نے روکا کہ محمد a کی مدد کو جارہے ہو؟۔ انہوں نے انکار کیا اور عدم شرکت کا وعدہ کیا۔ آنحضرت a کے پاس آئے تو صورت حال عرض کی۔ فرمایا۔ ہم ہر حال میں وعدہ وفا کریں گے۔ ہم کو صرف اللہ کی مدد درکار ہے۔ اب دو صفیں آمنے سامنے مقابل تھیں۔ حق وباطل۔ نور وظلمت۔ کفر واسلام۔

”قد کان لکم آیۃ فی فئتین التقتا ۰ فئۃ تقاتل فی سبیل اللہ واخری کافرۃ (آل عمران: ۱۳،۳)“ ﴿جو لوگ باہم لڑے ان میں تمہارے لئے عبرت کی نشانیاں ہیں۔ ایک اللہ کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا اللہ کا منکر تھا۔﴾

یہ عجیب منظر تھا۔ اتنی بڑی وسیع دنیا میں توحید کی قسمت صرف چند جانوں پر منحصر تھی۔ صحیحین میں ہے کہ آنحضرت a پر سخت خضوع کی حالت طاری تھی۔ دونوں ہاتھ پھیلا کر فرماتے تھے: ”خدایا تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے آج پورا کر۔“ محویت اور بے خودی کے عالم میں چادر کندھے پر سے گر گر پڑتی تھی اور آپ کو خبر تک نہ ہوتی

تھی۔ کبھی سجدہ میں گرتے تھے اور فرماتے تھے کہ: ’’خدایا اگر یہ چند نفوس آج مٹ گئے تو پھر قیامت تک تو نہ پوجا جائے گا۔‘‘ اس بے قراری پر بندگان خاص کو رقت آ گئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی: ’’حضور a! اللہ اپنا وعدہ وفا کرے گا۔ آخر روحانی تسکین کے ساتھ: ’’سیھزم الجمع ویولون الدبر (البقرہ:٤٥،٥٤) ‘‘ ﴿فوج کو شکست دی جائے گی اور وہ پشت پھیر دیں گے۔﴾ پڑھتے ہوئے لب مبارک فتح کی پیشین گوئی سے آشنا ہوئے۔

قریش کی فوجیں اب بالکل قریب آ گئیں۔ تاہم آپ نے صحابہ کرامؓ کو پیش قدمی سے روکا اور فرمایا کہ جب دشمن پاس آ جائیں تو تیر سے روکو۔ یہ معرکہ ایثار اور جان بازی کا سب سے بڑا حیرت انگیز منظر تھا۔ دونوں فوجیں سامنے آئیں تو لوگوں کو نظر آیا کہ خود ان کے جگر کے ٹکڑے تلوار کے سامنے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ تلوار کھینچ کر نکلے۔ عتبہ میدان میں آیا تو حضرت حذیفہؓ (عتبہ کے فرزند تھے) اس کے مقابلہ کو نکلے۔ حضرت عمرؓ کی تلوار ماموں کے خون سے رنگین تھی۔ لڑائی کا آغاز یوں ہوا کہ سب سے پہلے عامر حضرمی جس کو بھائی کے خون کا دعویٰ تھا۔ آگے بڑھا۔ مہجع حضرت عمرؓ کا غلام اس کے مقابلہ کو نکلا اور مارا گیا۔

عتبہ جو سردار لشکر تھا۔ ابوجہل کے طعنہ سے تحت بر ہم تھا۔ سب سے پہلے وہی بھائی اور بیٹے کو لے کر میدان میں نکلا اور مبارز طلبی کی۔ عرب کا دستور تھا کہ نامور لوگ کوئی امتیازی نشان لگا کر میدان جنگ میں جاتے تھے۔ عتبہ کے سینہ پر شتر مرغ کے پر تھے۔ حضرت عوفؓ، حضرت معاذؓ، حضرت عبداللہؓ بن رواحہ مقابلہ کو نکلے۔ عتبہ نے نام ونسب پوچھا اور جب یہ معلوم ہوا کہ انصار ہیں تو عتبہ نے کہا کہ ہم کو تم سے غرض نہیں۔ پھر آنحضرت a کی طرف خطاب کر کے پکارا کہ محمد! a یہ لوگ ہمارے جوڑ کے نہیں۔ آنحضرت a کے ارشاد کے مطابق انصار ہٹ گئے اور حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبیدہؓ میدان میں آئے۔ چونکہ یہ لوگ خود پہنے تھے جس سے چہرے چھپ گئے تھے۔ ان لوگوں کے چہروں پر نقاب تھی۔ عتبہ نے پوچھا تم کون ہو۔ سب نے نام ونسب بتائے۔ عتبہ نے کہا کہ: ’’ہاں اب ہمارا جوڑ ہے۔‘‘

عتبہ حضرت حمزہؓ سے اور ولید حضرت علیؓ سے مقابل ہوا اور دونوں مارے گئے۔ لیکن عتبہ کے بھائی شیبہ نے حضرت عبیدہؓ کو زخمی کیا۔ حضرت علیؓ نے بڑھ کر شیبہ کو قتل کر دیا اور عبیدہؓ کو کندھے پر اٹھا کر رسول اللہ a کی خدمت میں لائے۔ حضرت عبیدہؓ نے آنحضرت a سے پوچھا کہ کیا میں دولت شہادت سے محروم رہا؟۔ آپ a نے فرمایا کہ نہیں۔ تم نے شہادت پائی۔ حضرت عبیدہؓ نے کہا آج ابوطالب زندہ ہوتے تو تسلیم کرتے کہ ان کے اس شعر کا مستحق ہوں:

ونسلمہ حتی نصرع حولہ ونذھل عن ابنائنا والحلائل

’’ہم محمد a کو اس کے دشمنوں کے حوالہ کریں گے۔ جب ان کے گرد لڑ کر مر جائیں اور ہم اپنے بیٹوں اور بیبیوں سے بھلا نہ دیے جائیں۔‘‘

سعید بن العاص کا بیٹا (عبیدہ) سر سے پاؤں تک لوہے میں ڈوبا ہوا صف سے نکلا اور پکارا کہ میں ابوکرش ہوں۔ حضرت زبیرؓ اس کے مقابلہ پر نکلے۔ چونکہ صرف اس کی آنکھیں نظر آتی تھی۔ تاک کر کے آنکھ میں برچھی ماری۔ وہ زمین پر گرا اور مر گیا۔ برچھی اس طرح پیوست ہوگئی تھی کہ حضرت زبیرؓ نے اس کی لاش پر پاؤں اڑا کر کھینچا تو بڑی مشکل سے نکلی۔ لیکن دونوں سرے خم ہو گئے۔ یہ برچھی یادگار رہی۔ یعنی حضرت زبیرؓ سے آنحضرت a نے

مانگ لی۔ پھر چاروں خلفاء کے پاس منتقل ہوتی رہی۔ پھر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس آئی۔ حضرت زبیرؓ نے اس معرکہ میں کئی کاری زخم اٹھائے۔ شانہ پر جو زخم تھا۔ اتنا گہرا تھا کہ اچھے ہونے پر اس میں انگلی چلی جاتی تھی۔ چنانچہ ان کے بیٹے (عروہ) بچپن میں ان زخموں سے کھیلا کرتے تھے۔ جس تلوار سے لڑے تھے۔ وہ لڑتے لڑتے گر گئی تھی۔ اب عام حملہ شروع ہوگیا۔ مشرکین اپنے بل بوتے پر لڑ رہے تھے۔ لیکن ادھر سرور عالم a بسر بسجدہ صرف اللہ کی قوت کا سہارا ڈھونڈ رہے تھے۔

ابوجہل کی شرارت اور دشمنی اسلام کا عام چرچا تھا۔ اس بناء پر انصار میں سے معوذؓ اور معاذؓ دو بھائیوں نے عہد کیا تھا کہ یہ شقی جہاں نظر آئے گا یا اس کو مٹا دیں گے یا خود مٹ جائیں گے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا بیان ہے کہ میں صف میں تھا کہ دفعتہ مجھ کو داہنے بائیں دو نوجوان نظر آئے۔ ایک نے مجھ سے کان میں پوچھا کہ ابوجہل کہاں ہے؟۔ میں نے کہا برادر زادے! ابوجہل کو پوچھ کر کیا کرے گا؟۔ بولا کہ میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ ابوجہل کو جہاں دیکھ لوں گا یا اسے قتل کر دوں گا یا خود لڑ کر مارا جاؤں گا؟۔ میں جواب نہیں دینے پایا تھا کہ دوسرے نوجوان نے بھی مجھ سے کانوں میں یہی باتیں کہیں۔ میں نے دونوں کو اشارہ سے بتایا کہ ابوجہل وہ ہے۔ بتانا تھا کہ دونوں باز کی طرح جھپٹے اور ابوجہل خاک پر تھا۔ یہ دونوں جوان ''معوذ اور معاذ'' عفراء کے بیٹے تھے۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے عقب سے آکر معاذ کے بائیں شانہ پر تلوار ماری جس سے بازو کٹ گیا۔ لیکن تسمہ باقی لگا رہا۔ معاذ نے عکرمہ کا تعاقب کیا۔ وہ بچ کر نکل گیا۔ معاذؓ اسی حالت میں لڑتے رہے۔ لیکن ہاتھ کے لٹکنے سے زحمت ہوتی تھی۔ ہاتھ کو پاؤں کے نیچے دبا کر کھینچا کہ تسمہ بھی الگ ہوگیا اور اب وہ آزاد تھے۔

آنحضرت a کا شدید دشمن امیہ بن خلف بھی جنگ بدر میں شریک تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے اس سے کسی زمانہ میں معاہدہ کیا تھا کہ وہ مدینہ میں آئے گا تو یہ اس کی جان کے ضامن ہوں گے۔ بدر میں اس اللہ کے دشمن سے انتقام لینے کا خوب موقع تھا۔ لیکن عہد کی پابندی اسلام کا شعار ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے چاہا کہ وہ بچ کر نکل جائے۔ اس کو لے کر ایک پہاڑ پر چلے گئے۔ اتفاق یہ کہ حضرت بلالؓ نے دیکھ لیا۔ انصار کو خبر دی۔ دفعتہ لوگ ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے امیہ کے بیٹے کو آگے کر دیا۔ لوگوں نے اس کو قتل کر دیا۔ لیکن اس پر بھی قناعت نہ کی اور امیہ کی طرف بڑھے۔ انہوں نے امیہ سے کہا کہ تم زمین پر لیٹ جاؤ۔ یہ لیٹ گیا تو وہ اس پر چھا گئے کہ لوگ اس کو مارنے نہ پائیں۔ لیکن لوگوں نے ان کی ٹانگوں کے اندر سے ہاتھ ڈال کر اس کو قتل کر دیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی بھی ایک ٹانگ زخمی ہوئی اور زخم کا نشان مدتوں تک قائم رہا۔

ابوجہل اور عتبہ وغیرہ کے بعد قریش نے سپر ڈال دی اور مسلمانوں نے ان کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ حضرت عباسؓ، حضرت عقیلؓ (حضرت علیؓ کے بھائی) نوفل، اسود بن عامر، عبداللہ بن زمعۃ اور بہت بڑے بڑے معزز لوگ گرفتار ہوئے۔

آنحضرت a نے حکم دیا کہ کوئی شخص جا کر خبر لائے۔ ابوجہل کا کیا انجام ہوا؟ حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے جا کر لاشوں میں دیکھا تو زخمی پڑا ہوا دم توڑ رہا تھا۔ بولے تو ابوجہل ہے؟۔ اس نے کہا کہ: ''ایک شخص کو اس کی قوم نے قتل کر دیا تو یہ فخر کی کیا بات ہے؟۔ ابوجہل نے ایک دفعہ ان کو تھپڑ مارا تھا۔ انہوں نے اس کے انتقام میں اس

کی گردن پر پاؤں رکھا۔ ابوجہل نے کہا او بکری چرانے والے ادیکھ تو کہاں پاؤں رکھتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس کا سر کاٹ لائے اور آنحضرت a کے قدموں میں ڈال دیا۔

خاتمہ جنگ پر معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں سے صرف ۱۴ شخصیتوں نے شہادت پائی۔ جن میں ۶ رمہاجر اور باقی انصار تھے۔ لیکن دوسری طرف قریش کی اصلی طاقت ٹوٹ گئی۔ روسائے قریش جو شجاعت میں نامور اور قبائل کے سپہ سالار تھے۔ ایک ایک کر کے مارے گئے۔ ان میں شیبہ، عتبہ، ابوجہل، ابوالبختری، زمعہ بن الاسود، عاص بن ہشام، امیہ بن خلف، منبہ بن الحجاج، قریش کے سرتاج تھے۔ قریباً ۷۰ آدمی قتل اور اسی قدر گرفتار ہوئے۔ اسیران جنگ میں عقبہ اور نضر بن حارث قتل کر دیئے گئے۔ باقی گرفتار ہو کر مدینہ میں آئے۔ ان میں حضرت عباسؓ، حضرت عقیلؓ (حضرت علیؓ کے بھائی) ابوالعاص (آنحضرت a کے داماد تھے) بھی تھے۔

بہر حال اسیران جنگ سے چار چار ہزار درہم فدیہ لیا گیا۔ لیکن جو لوگ ناداری کی وجہ سے فدیہ ادا نہیں کر سکتے تھے۔ وہ چھوڑ دیئے گئے۔ ان میں سے جو پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ ان کو حکم ہوا کہ دس دس بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دیں تو پھر چھوڑ دیئے جائیں گے۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے اسی طرح پڑھنا لکھنا سیکھا تھا۔

آنحضرت a کے داماد ابوالعاص بھی اسیران جنگ میں آئے تھے۔ ان کے پاس فدیہ کی رقم نہ تھی۔ آنحضرت a کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کو (جو ان کی زوجہ تھیں اور مکہ میں تھیں) کہلا بھیجا کہ فدیہ کی رقم بھیج دیں۔ حضرت زینبؓ کا جب نکاح ہوا تھا تو حضرت خدیجہؓ نے جہیز میں ان کو ایک قیمتی ہار دیا تھا۔ حضرت زینبؓ نے زر فدیہ کے ساتھ وہ ہار بھی گلے سے اتار کر بھیج دیا۔ آنحضرت a نے دیکھا تو پچیس برس کا محبت انگیز واقعہ یاد آ گیا۔ آپ a بے اختیار رو پڑے اور صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ تمہاری مرضی ہو تو بیٹی کو ماں کی یادگار واپس کر دو۔ سب نے تسلیم کی گردنیں جھکا دیں اور وہ ہار واپس کر دیا۔

اب واقعہ کی نوعیت پر غور کریں۔ واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت a مدینہ منورہ سے اس سروسامان کے ساتھ نکل رہے ہیں کہ تین سو سے زیادہ جانباز مہاجر و انصار ساتھ ہیں۔ ان میں فاتح خیبر، اور حضرت امیر حمزہؓ، سید الشہداء بھی ہیں۔ جن میں سے ہر ایک بجائے خود لشکر ہے۔ باوجود اس کے (جیسا کہ قرآن مجید میں بہ تصریح مذکور ہے) ڈر کے مارے بہت سے صحابہ کرامؓ کا دل بیٹھا جاتا ہے اور ان کو نظر آتا ہے کہ کوئی ان کو موت کے منہ میں لئے جاتا ہے:

”وان فریقا من المؤمنین لکارھون ۰ یجادلونک فی الحق بعد ماتبین کانما یساقون الی الموت (الانفال:۶،۸)“ ﴿اور مسلمانوں کی ایک جماعت کارہ تھی۔ وہ تجھ سے حق ظاہر ہوئے پیچھے بھی جھگڑا کرتی تھی۔ گویا موت کی طرف ہنکائے جا رہے ہیں۔﴾

اگر صرف قافلہ تجارت پر حملہ کرنا مقصود ہوتا تو یہ خوف، یہ اضطراب یہ پہلو تہی کس بناء پر تھی۔ اس سے پہلے بارہا (بقول ارباب سیر) قافلۂ قریش پر حملہ کرنے کے لئے تھوڑے تھوڑے آدمی بھیج دیے گئے تھے اور کبھی ان کو ضرر نہیں پہنچا تھا۔ اس دفعہ اسی قافلہ کا اتنا ڈر ہے کہ تین سو چیدہ چیدہ اور منتخب فوج ہے اور پھر لوگ ڈر کے مارے سہمے جاتے ہیں۔ یہ قطعی دلیل ہے کہ مدینہ ہی میں خبر آ گئی تھی کہ قریش مکہ سے جمعیت عظیم لے کر مکہ پر آ رہے ہیں۔

قرآن مجید میں ایک اور آیت اسی بدر کے واقعہ کے متعلق نازل ہوئی ہے اور اس وقت جب آپ مدینہ

ہی میں تشریف رکھتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری تفسیر سورۂ نساء میں تصریحاً مذکور ہے۔ آیت کا ترجمہ: ﴿بجز معذوروں کے، وہ لوگ جو بیٹھ رہے اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرتے ہیں، برابر نہیں ہوسکتے۔ اللہ نے مجاہدین کو جو مال اور جان سے جہاد کرتے ہیں، درجہ میں فضیلت دی ہے﴾

صحیح بخاری میں اس آیت کے متعلق حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل ہے کہ وہ لوگ جو بدر میں نہیں شریک ہوئے اور جو شریک ہوئے دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ صحیح بخاری میں یہ بھی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو پہلے غیر اولی الضرر کا جملہ نہ تھا۔ یہ آیت سن کر عبداللہ بن مکتومؓ آنحضرت a کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے اندھے پن کا عذر کیا۔ اس پر وہیں یہ جملہ نازل ہوا ''غیر اولی الضرر'' ''یعنی معذوروں کے سوا'' یہ صاف اس بات کی دلیل ہے کہ مدینہ ہی میں معلوم ہوگیا تھا کہ قافلہ پر حملہ کرنا نہیں بلکہ لڑنا اور جان دینا ہے۔ کفار قریش جو مکہ سے لڑنے کے لئے بدر میں آئے ان کی نسبت قرآن مجید میں ہے: ''ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطروریٓاء الناس ویصدون عن سبیل اللہ (الانفال:۴۷)'' ﴿اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو اپنے گھروں سے مغرورانہ نمائش اور اللہ کی راہ سے روکتے ہوئے نکلے۔﴾

اگر قریش صرف قافلہ تجارت کے بچانے کے لئے نکلتے تو اللہ یہ کیوں کہتا کہ وہ اظہار شان اور دکھاوے کے لئے اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہوئے نکلے؟۔ اس میں اظہار شان اور دکھاوے کی کیا بات تھی اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکنا کیا تھا؟۔ چونکہ حقیقت میں وہ مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے نکلے تھے۔ جس سے مقصود اپنے زور اور وقت کا اعلان نمائش اور اسلام کی ترقی کا انسداد تھا۔ اس لئے اللہ نے اس کو غرور و نمائش اور صدعن سبیل اللہ کہا۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت a کو جب ابوسفیان کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے مشورہ طلب کیا۔ حضرت ابوبکرؓ بولے تو آپ نے توجہ نہ فرمائی۔ پھر حضرت عمرؓ بولے آپ نے ان کی طرف بھی توجہ نہ کی۔ پھر حضرت سعدؓ بن عبادہ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! کیا آپ کا روئے خطاب ہم انصار کی طرف ہے۔ اللہ کی قسم! اگر دریا میں سواری ڈالنے کا حکم دیں تو ہم ڈال دیں گے اور اگر برک الغماد تک جانے کا حکم دیں گے تو ہم کریں گے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے لوگوں کو شرکت جنگ کی دعوت دی۔ لوگ چل پڑے اور بدر اترے۔

غزوۂ بدر کا اصلی سبب

عرب کا خاصہ قومی تھا کہ جب کسی قبیلہ کا کوئی آدمی کسی طریقہ سے کسی کے ہاتھ سے قتل ہو جاتا تھا تو ایک سخت ہنگامہ کارزار قائم ہوجاتا تھا۔ دونوں طرف ٹڈی دل امڈ آتا تھا اور خون کی ندیاں بہہ جاتی تھیں۔ یہ لڑائیاں مدتوں تک قائم رہتی تھیں۔ قبیلے کے قبیلے کٹ جاتے تھے۔ تاہم یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا تھا۔ عرب لکھے پڑھے نہ تھے۔ تاہم مقتول کا نام کاغذ پر درج کر کے خاندان میں وراثتاً چلا آتا تھا۔ بچوں کو یہ نام یاد کرایا جاتا تھا کہ بڑے ہوکر اس خون کا انتقام لینا ہے۔ داحس اور بسوس کی قیامت خیز لڑائیاں جو چالیس چالیس برس تک قائم رہیں اور جن میں ہزاروں، لاکھوں جانیں برباد ہوگئیں۔ اسی بناء پر ہوئیں۔ عربی زبان میں اس انتقام کو ثار کہتے ہیں اور یہ عرب کی

قومی تاریخ کا سب سے اہم لفظ ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں عبداللہ بن جحشؓ کے واقعہ میں عمرو بن حضرمی قتل کردیا گیا تھا۔ حضرمی عتبہ بن ربیعہ کا حلیف تھا جو تمام قریش کا سردار تھا۔ بدر اور تمام غزوات کا سلسلہ اسی خون کا انتقام تھا۔ عروہ بن زبیرؓ (حضرت عائشہؓ کے بھانجے) نے اس واقعہ کو بہ تشریح بیان کیا ہے۔ جس چیز نے غزوۂ بدر اور دیگر وہ لڑائیاں برپا کیں جو آنحضرت a اور مشرکین عرب کے درمیان واقع ہوئیں۔ وہ جیسا کہ عروہ بن زبیرؓ کا بیان ہے کہ عمرو بن حضرمی کا قتل کیا جانا ہے جس کو واقد بن عبداللہ تمیمی نے قتل کردیا تھا۔ ایک عام غلطی جس نے واقعہ بحث طلب میں غلطی پیدا کردی ہے یہ ہے کہ سب سے پہلے جو لڑائی کفار سے ہوئی وہ بدر تھی۔ حالانکہ بدر سے پہلے لڑائیاں شروع ہوچکی تھیں۔

بدر کے نتائج

بدر کے معرکہ میں مذہبی اور ملکی حالت پر گوناگوں اثرات پیدا کئے اور حقیقت میں یہ اسلام کی ترقی کا قدم اولین تھا۔ قریش کے تمام بڑے بڑے روساجن میں سے ایک ایک اسلام کی ترقی کی راہ میں سد آہن تھا فنا ہوگئے۔ عتبہ اور ابوجہل کی موت نے قریش کی ریاست عامہ کا تاج ابوسفیان کے سر پر رکھا جس سے دولت اموی کا آغاز ہوا۔ لیکن قریش کے اصلی زور وطاقت کا معیار گھٹ گیا۔

مدینہ میں اب تک عبداللہ بن ابی بن سلول علانیہ کافر تھا۔ لیکن اب بظاہر وہ اسلام کے دائرہ میں آ گیا۔ گو تمام عمر منافق رہا اور اسی حالت میں جان دی۔ قبائل عرب جو سلسلہ واقعات کا رخ دیکھتے تھے۔ اگرچہ رام نہیں ہوئے لیکن سہم گئے۔ ان موافق حالات کے ساتھ مخالف اسباب میں بھی انقلاب شروع ہوگیا۔ یہود سے معاہدہ ہوچکا تھا کہ وہ ہر معاملہ میں یکسور ہیں گے۔ لیکن اس فتح نمایاں نے ان میں حسد کی آگ بھڑکا دی اور وہ اس کو ضبط نہ کرسکے۔ چنانچہ اس کی تفصیل یہودیوں کے واقعات میں بالتفصیل آتی ہے۔ قریش کو پہلے صرف حضرمی کا رونا تھا۔ بدر کے بعد ہر گھر ماتم کدہ تھا اور مقتولین بدر کے انتقام کے لئے مکہ کا بچہ بچہ مضطر تھا۔ چنانچہ سویق کا واقعہ اور احد کا معرکہ اسی جوش کا مظہر تھا۔

اسلام ہی دنیا کو ہر مصیبت وپریشانی سے نجات دلاسکتا ہے

کارڈیف برطانیہ: اسلام ہی وہ دین برحق ہے جو دنیا کو ہر مصیبت و پریشانی سے نجات دلاسکتا ہے۔ اسلام کی امن پسندانہ تعلیمات کی ترویج واشاعت اور انہیں قبول کرکے ہی عالمی معاشرے میں امن وسکون قائم ہوگا۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ نے ریور سائیڈ میں مدرسہ حفصہ للبنات اور اسلامک سینٹر کا افتتاح کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قادیانیوں، عیسائیوں اور یہودیوں سمیت پوری دنیا کو اسلام کی امن پسندانہ تعلیمات کو قبول کرنے کی دعوت دیتی ہے اور ان سے یہ کہتی ہے کہ وہ آزادانہ طور پر کھلے دل کے ساتھ اسلام کا مطالعہ کریں اور اس کے معاشرتی پہلوؤں کے معاشرے میں نفاذ کو یقینی بنائیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم پورے عالم کے انسانوں کو عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان لانے اور آنحضرت a کو آخری نبی تسلیم کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

فضائل اعتکاف!

مولانا محمد شاہد مبارکپوری!

اعتکاف کا لغوی معنی ہے بند رہنا۔(مصباح اللغات) شرعی معنی: لزوم المسجد والاقامۃ فیہ بنیۃ التقرب الی اللہ عزوجل (رمضان من الالف الی الیاء) مسجد کو اور اس میں اقامت کو لازم پکڑنا۔ اللہ عزوجل کی قرب کی نیت کے ساتھ۔ لہٰذا معتکف کے لئے ضروری ہے کہ مسجد میں رہے اور اللہ کے ذکر نماز قرآن کے ساتھ مشغول رہے اور اپنے نفس اور فکر کو امور دنیا میں مشغول ہونے سے فارغ کردے۔

احادیث متعلق بالاعتکاف

۱...... ''عن عائشۃ ان النبی ﷺ کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاہ اللہ تعالیٰ ثم اعتکف ازواجہ من بعدہ (البخاری ص۲۷۱ ج۱)'' ﴿حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ پھر آپ a کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی تھی۔﴾

۲...... ''من اعتکف عشرا فی رمضان کان کحجتین وعمرتین (بیہقی ص۲۹۳ ج۸)'' ﴿جس نے عشرہ رمضان کا اعتکاف کیا تو یہ مثل دو حج اور دو عمروں کے ہے۔﴾

سحری کی ترغیب اور افطاری خصوصاً کھجور سے

۱...... ''تسحروا فان فی السحور برکۃ (بخاری ص۲۵۷)'' ﴿سحری کرو کیونکہ اس میں برکت ہے۔﴾

۲...... ''ان اللہ وملائکتہ یصلون علی المتسحرین (الاوسط ابن حبان ص۳۲۴ ج۱۴)'' ﴿بے شک اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت کرتے ہیں۔﴾

۳...... ''اذا افطر احدکم فلیفطر علی تمر فانہ برکۃ فان لم یجد تمراً فماء فانہ طھور (ترمذی ص۱۴۹ ج۱)'' ﴿جب تم میں سے کوئی افطاری کرے تو کھجور سے کرے۔ کیونکہ وہ برکت ہے۔ اگر نہ ہو تو پھر پانی سے۔ کیونکہ وہ پاک ہے۔﴾

رمضان کا روزہ بغیر عذر چھوڑنے کا عذاب

''عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال افطر یوما من رمضان من غیر رخصۃ ولا مرض لم یقض عنہ صوم الدھر کلہ وان صامہ (ترمذی ص۱۵۴ ج۱)'' ﴿آپ a نے فرمایا جس نے رمضان کا ایک روزہ بغیر عذر چھوڑ دیا اور بغیر بیماری کے چھوڑ دیا تو اس کی قضاء مکمل زمانہ کے روزہ رکھ کر بھی پوری نہیں کرسکتا۔﴾

شوال کے روزے

”عن ابی ایوبؓ ان رسول اللہ ﷺ قال من صام رمضان ثم اتبعه ستامن شوال کان کصیام الدھر (مسلم ص۳۶۹ ج۱)“ ﴿حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ a نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد چھ روزے شوال (یعنی عید) کے مہینے میں رکھ لئے تو اس کو پورے سال روزے رکھنے کا ثواب ملے گا۔ گویا اس نے ساری عمر روزے رکھے۔﴾

صدقہ فطر

”عن ابن عباسؓ قال فرض رسول اللہ ﷺ زکاۃ الفطر طھرۃ للصائم من اللغو والرفث وطعمه للمساکین من اداھا قبل الصلوۃ فھی زکاۃ مقبولة ومن اداھا بعد الصلوۃ فھی صدقة من الصدقة (ابوداؤد ص۲۲۷ ج۱)“ ﴿نبی علیہ السلام نے صدقہ فطر کو فرض قرار دیا ہے۔ روزہ دار کی طہارت کے لئے لغو ولہب سے اور مساکین کو کھلانے سے جس نے نماز عید سے قبل ادا کر دیا۔ وہ تو مقبول صدقہ ہے اور جس نے بعد میں کیا۔ وہ عام صدقوں میں سے ایک صدقہ ہے۔﴾

قبول اسلام

(پیلوونیس) ظہیر علی ولد گل شیر نومسلم سابق صدر جماعت قادیانی پیلوونیس لیاقت علی پٹواری کھبہ ولد گل شیر نومسلم سابق خزانچی جماعت قادیانی نورحیات ولد محمد خان نومسلم سابق قائد طارق اقبال ولد غلام عباس نومسلم سابق قادیانی اور دو عورتیں شامل ہیں جن میں سے ایک عورت نے مورخہ ۲۹ر مارچ ۲۰۱۲ء کی علی الصبح مسلمان ہونے کا برملا اظہار کیا۔ اس کا ظہیر علی اور لیاقت سے چچازاد بہن ہونے کا رشتہ ہے۔ مولانا عبدالجبار مہتمم جامعہ علوم شرعیہ جوہرآباد رات کو تشریف لے گئے اور اسے دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کی مبارک باد دی۔ سرپرست تحفظ ختم نبوت پیلوونیس فقیر عبدالرزاق اور بھائی ریاست علی نمبردار رکن تبلیغی جماعت پیلوونیس کی شبانہ روز محنت ہے اور بالعموم مولانا عبداللہ عادل جنرل سیکرٹری خوشاب، مولانا اظہار الحق امیر خوشاب اور عرفان محمود برق، مولانا محمد اسلم بہاولنگری کے پیلوونیس کے مختلف قادیانیوں کے ساتھ سوالات وجوابات کی مجالس اور جمعۃ المبارک کے خطبات شامل ہیں۔

ایک عیسائی جوڑے کا قبول اسلام

مورخہ ۲۰ر فروری ۲۰۱۲ء کو دن بارہ بجے دفتر ختم نبوت مسجد عائشہ صدیقہ شیخوپورہ میں ندیم اور اس کی زوجہ سعدیہ نے مولانا قاری محمد الیاس کے ہاتھ پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے اور سابقہ عقائد باطلہ سے توبہ تائب ہوگئے۔ اس مجلس میں شیخوپورہ ختم نبوت کے مبلغ ریاض احمد کہروڑی اور صدیقہ مسجد کے قاری نواز اور حافظ خالد محمود بھی موجود تھے۔ بعد میں مولانا قاری محمد الیاس نے ندیم کے نام سے محمد ندیم کر دیا اور سعدیہ بی بی کا نام برقرار رکھا اور ان کے ایک سالہ بیٹے کا نام احسن سے امین الدین رکھ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اسلام پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین!

دینی مدارس میں انگریزی!

قسط نمبر:۱

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق مدظلہ!

اکابر علماء دیوبند نے دینی مدارس کی بنیاد رکھی جس کی بنیادی غرض ملک میں دینی عقائد، اعمال اور اخلاق کی حفاظت تھی۔ اسی لئے انہوں نے دینی مدارس میں انگریزی داخل نہیں کی۔ اس سے متعلق روایات جو باتیں اکابر سے بندہ کو پہنچی ہیں ان کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں:

۱...... دارالعلوم دیوبند میں انگریزی تعلیم داخل کرنے کا مشورہ ہوا۔ مہتمم مدرسہ کی رائے ہوئی کہ انگریزی داخل کر لی جائے۔ آخر فیصلہ ہوا کہ حضرت گنگوہیؒ سے دریافت کر لیا جائے۔ جب حضرت گنگوہیؒ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے تو ٹھیٹھ ملا بنانے ہیں۔

۲...... حضرت تھانویؒ کے پاس وفد آیا کہ طلباء کو انگریزی پڑھائی جائے تو انہوں نے فرمایا کہ تین صورتیں ہیں: (۱)...... انگریزی خوانوں کو دینی تعلیم دی جائے تو وہ اتنے دور جا چکے ہوتے ہیں کہ وہ دین پڑھنے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتے۔ (۲)...... دینی تعلیم کے ساتھ انگریزی کو بھی شامل کر لیا جائے تو نتیجہ اخس، ارذل کے تابع ہوتا ہے۔ اس لئے طلباء دیندار نہ رہیں گے۔ (۳)...... علماء کو انگریزی پڑھائی جائے۔ اس کے لئے مستقل ادارے کھولے جائیں۔ جہاں علماء علوم عصریہ پڑھیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ مشورہ دینے والے آج آتے ہیں (یعنی پھر کبھی نہیں آئے۔)

۳...... حضرت مدنیؒ انگریزی اور انگریز کی نوکری کو بھی پسند نہ کرتے تھے۔ تحصیل علم سے فراغت پر طلباء کو فرماتے کہ بھوکے مرجانا۔ انگریز کی نوکری نہ کرنا۔ چنانچہ جو لوگ مولوی فاضل، منشی فاضل کی نوکری لے کر ملازمت کرنا چاہتے عام طلبہ انہیں مولوی پاگل کہتے کہ بے یقین کے مولوی پاگل ہی ہوتا ہے۔

۴...... مولانا محمد انور اوکاڑویؒ نے مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ سے نقل کیا کہ ماسٹر منظور احمد صاحب خلیفہ مجاز حضرت رائے پوریؒ نے فرمایا کہ تم دین پڑھاؤ۔ میں انگریزی پڑھاؤں گا۔ مل کر مدرسہ کھولتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد عبداللہؒ نے فرمایا کہ حضرت رائے پوریؒ سے دریافت کروں گا۔ جب حضرت سے دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا کہ دین اور دنیا جب ملتے ہیں تو دنیا غالب آجاتی ہے۔

۵...... حضرت مولانا الیاسؒ کو مشورہ دیا گیا کہ آپ نے دعوت کا کام شروع کیا ہے۔ اپنے کسی بچے کو انگریزی پڑھالیں تو فرمایا کہ ان کو ادھر کیوں جھونکوں میں انگریزی خوانوں کو کیوں نہ تبلیغ پر لگادوں۔

۶...... شیخ اللہ رکھا ساکنہ جلارائیں جو کہ حضرت رائے پوریؒ کے مرید تھے۔ انہوں نے اپنے بیٹے کے لئے انگریزی پڑھانے کی اجازت چاہی تو حضرت نے منع فرمادیا۔

اکابر کا اپنے بچوں کو انگریزی تعلیم دلانے کو ناپسند کرنا۔ بندہ نے جن اکابر کے سامنے شعور حاصل کیا ان کا مزاج بچوں کو انگریزی تعلیم دلانے کا نہ تھا۔

۱...... حضرت مفتی فقیر اللہ رائے پوریؒ نے کسی بچے کو انگریزی تعلیم نہیں دلائی۔

۲...... اسی طرح ان کے صاحبزادے مولانا محمد عبداللہؒ نے کسی کو انگریزی تعلیم نہیں دلوائی۔

۳...... حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے کسی بچے کو سکول کی تعلیم نہیں دلائی۔

۴...... حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے کسی بچے کو سکول کی تعلیم نہیں دلائی۔

۵...... حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ نے کسی بچے کو سکول کی تعلیم نہیں دلائی۔

۶...... حضرت مولانا قاری رحیم بخشؒ نے کسی بچے کو سکول کی تعلیم نہیں دلائی۔

۷...... حضرت مولانا محمد شریف کشمیریؒ فرماتے تھے کہ جو عالم دین اپنے بچے کے لئے دینی تعلیم پر انگریزی کو ترجیح دیتا ہے۔ اس کے مسلمان ہونے میں شک ہے۔

اکابر کی انگریزی سے متعلق مطبوعہ تحریرات

۱...... حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کا ملفوظ ماخوذ از حکیم الامت کے حیرت انگیز واقعات ص۳۹۱۔

جس وقت سرسید نے علی گڑھ کالج کی بنیاد ڈالی تو انہوں نے اپنے ایک معتمد خاص کو گنگوہ بھیجا۔ اس لئے کہ حضرت گنگوہیؒ سے ملاقات کر کے مولانا کو یہ پیغام پہنچائے کہ میں نے مسلمانوں کی فلاح اور بہبود و ترقی کے لئے ایک کالج کی بنیاد ڈالی ہے۔ کیونکہ دوسری قومیں ترقی کر کے بہت آگے پہنچ چکی ہیں۔ مگر مسلمان پستی کی طرف جارہے ہیں۔ اگر آپ حضرات نے اس میں میرا ہاتھ بٹایا تو میں بہت جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں گا جو حقیقت میں مسلمانوں کی کامیابی ہے۔ غرضیکہ وہ سفیر گنگوہ آئے اور حضرت مولانا کے پاس حاضر ہو کر سلام مسنون کے بعد سرسید کا پیغام عرض کیا۔ حضرت مولانا نے سرسید کا پیغام سن کر فرمایا کہ بھائی ہم تو آج تک مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ترقی کا زینہ اللہ اور رسول اللہ a کی اتباع ہی میں سمجھتے تھے۔ مگر آج معلوم ہوا کہ ان کی فلاح و بہبود اور ترقی کا زینہ اور بھی کوئی ہے تو اس کے متعلق یہ ہے کہ میری ساری عمر ”قال اللہ تعالیٰ وقال الرسول ﷺ“ میں گزری ہے۔ اس لئے مجھے ان چیزوں سے زیادہ مناسبت نہیں اور حضرت مولانا محمد قاسمؒ کا نام لیا کہ وہ ان باتوں میں مبصر ہیں۔ ان سے ملو۔ وہ جو فرمائیں گے اس میں ہم ان کی تقلید کریں گے۔ کیونکہ ہم تو مقلد ہیں۔ تو یہ صاحب حضرت مولانا محمد قاسمؒ سے ملے اور سرسید کا پیغام دیا اور اس پر حضرت گنگوہیؒ سے جو گفتگو ہوئی تھی اور اس پر حضرت مولانا نے جو جواب دیا تھا سب حضرت مولانا محمد قاسمؒ کو سنا دیا۔ حضرت مولانا نے سنتے ہی فی البدیہہ فرمایا کہ بات یہ ہے کہ کام کرنے والے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ کہ نیت ان کی اچھی ہوتی ہے۔ مگر عقل نہیں۔ دوسرے وہ کہ عقل تو ہے مگر نیت اچھی نہیں۔ تیسرے یہ کہ نہ نیت اچھی نہ عقل۔

سرسید کے متعلق ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ نیت اچھی نہیں۔ مگر یہ ضرور کہیں گے عقل نہیں۔ اس لئے کہ جس زینہ سے مسلمانوں کو وہ معراج ترقی پر لے جانا چاہتے ہیں اور ان کی فلاح و بہبود کا سبب سمجھتے ہیں۔ یہی مسلمانوں

کی پستی کا سبب اور تنزلی کا باعث ہوگا۔ اس پر ان صاحب نے عرض کیا کہ جس چیز کی کمی کی شکایت حضرت نے سرسید کے اندر فرمائی ہے۔ اسی کو پورا کرنے کے لئے تو آپ حضرات کو شرکت کی دعوت دی جارہی ہے۔ تاکہ تکمیل ہوکر مقصود انجام کو پہنچ جائے۔ یہ ایسی بات تھی کہ سوائے عارف کے دوسرا جواب نہیں دے سکتا تھا۔ حضرت مولانا نے فی البدیہہ جواب فرمایا کہ سنت اللہ یہ ہے کہ جس چیز کی بنا ڈالی جاتی ہے۔ بانی کے خیالات کے آثار اس بناء میں ضرور ظاہر ہوں گے اور اس کی بالکل ایسی مثال ہے کہ ایک تلخ درخت کی پود قائم کرکے ایک مٹکے میں شربت بھر کر اور ایک ولی کو وہاں بٹھلا کر ان سے عرض کیا جائے کہ اس شربت کو اس درخت کی جڑ میں سینچا کرو سو جس وقت وہ درخت پھول پھل لائے گا سب تلخ ہوں گے۔ واقعی ہی عجیب بات فرمائی۔ میں نے اس تحریک کے زمانہ میں ایک موقعہ پر کہا تھا کہ جس کو تم اب پچاس برس کے بعد سمجھے ہو کہ علی گڑھ کالج کی وجہ سے انگریزیت اور دہریت اور نیچریت پھیلی ہے اور لوگوں کے دین اور ایمان برباد ہوئے۔ اس کو ایک مبصر پچاس برس پہلے کہہ چکے تھے۔

۲...... حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کا ملفوظ ماخوذ از کمالات اشرفیہ ص ۲۸۹۔

حضرت کے ایک عزیز ہیں جو واعظ ہیں۔ انہوں نے اپنے لڑکوں کو انگریزی پڑھائی ہے۔ حضرت ان سے بہت ناراض ہیں۔ حضرت نے ان کو منع کردیا ہے کہ میرے پاس خط نہ بھیجا کرو۔ فرمایا کہ انہوں نے اس بات کو گوارا کرلیا۔ انگریزی پڑھانا نہ چھوڑایا۔ فرمایا کہ میں نے کہا شرم نہیں آتی۔ وعظ کہتے ہو اور انگریزی اپنے بچوں کو پڑھاتے ہو؟۔ اگر مولوی نہ ہوتے تو اتنا ناگوار نہ ہوتا۔ اب کیا منہ رہا منبر پر بیٹھ کر دین کی ترغیب دینے کا۔ انہوں نے یہ عذر پیش کیا کہ لڑکے کم عقل ہیں۔ اس لئے علم دین پڑھانے کے قابل نہ تھے۔ میں نے کہا سبحان اللہ! اس صورت میں تو ان کو علم دین پڑھانا اور بھی ضروری تھا۔ کیونکہ اگر کم عقل نہ ہوتے تو ان کے بگڑنے کا اندیشہ نہ تھا۔ عقل ان کو برائیوں سے روکے رہتی۔ اب جبکہ عقل بھی نہیں اور علم دین بھی نہ ہوگا تو کیا چیز ان کے پاس رہی جو شر اور فتنوں سے محفوظ رکھ سکے۔ یہی دو چیزیں ہیں جن کے ذریعہ سے آدمی برائیوں سے بچ سکتا ہے۔ اس کا ان سے کچھ جواب نہ بن سکا۔

فائدہ...... اس سے حضرت والا کا کمال فہم و تجربہ و فراست اور اصلی محبت عزیزوں کے ساتھ صاف ظاہر ہے۔

۳...... حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کا ملفوظ ماخوذ از کمالات اشرفیہ ص ۲۲۴۔

فرمایا کہ جب مدرسہ کی ابتداء ہوئی تو بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اس میں انگریزی بھی ہونی چاہیے۔ میں نے مصالح مدرسہ کے خلاف ہونے کے سبب سے منع کیا تو بعض لوگوں نے اس پر کہا کہ جب معاش اس پر موقوف ہے تو کیا کریں؟۔ یہاں شیعی تھے۔ قصبہ کے بخشی وہ بولے کیوں صاحبو! اگر کوئی قانون ایسا ہو جاوے کہ نوکری جب ملے گی کہ نصرانی ہو تو کیا آپ کو یہ بھی گوارا ہوگا تو سب لوگ سن کر چپ ہوگئے اور بخشی جی نے کہا کہ اگر کوئی امر شرعاً ممنوع ہے۔ یہی مثال ہے۔

فائدہ...... کسی دینی مدرسہ میں انگریزی داخل کرکے دین و دنیا کا ملغوبہ بنانا۔ تجربہ سے سخت مضر ثابت ہوا ہے۔ اس سے حضرت والا کا تجربہ فراست، انجام بینی، دور اندیشی اظہر من الشمس ہے۔ (جاری ہے)

مجاہد کبیر...... حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی v!

مولانا عبدالکریم پاریکھ!

علمی اور عملی دونوں اعتبار سے اپنے چھوٹے ہونے کا سخت احساس ہوتا ہے۔ جب ہمارے سلف صالحین (اللہ ان کی قبور کو نور سے بھر دے اور ان کے درجات بلند فرمائے) کے کام، اسلوب اور کوششوں کا جائزہ خود اپنی اصلاح کی غرض سے لینے کی نوبت اور ضرورت پیش آتی ہے۔ بلاشبہ آج سائنس ٹیکنالوجی اور دیگر مادی ترقیوں نے بے شمار تکالیف کو راحت میں بدل دیا ہے۔ لیکن پھر بھی جب کبھی ایمان کے ان عظیم ستونوں کی طرف نظر اٹھتی ہے تو اپنی کم مائیگی، بے بسی اور اس بات کا احساس اور اعتراف شدت سے ہونے لگتا ہے کہ: ''ہم سے کچھ نہ ہو سکا۔''

رشد و ہدایت کا ایک بلند مینار

یہ احقر کیا اور اس کی بساط کیا۔ ایک جانباز مجاہد، معمار ملت حضرت مولانا محمد رحمت اللہ کیرانویؒ بانی مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کی ذات باکمال پر قلم کی جنبش دے سکے۔ مگر محترم بزرگوار حضرت مولانا محمد مسعود شمیم ناظم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے حکم سے فرار کی جرأت نہ کر سکا۔ جبکہ انہوں نے حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کی وفات کے سو سال پورے ہونے پر یہ حکم نامہ جاری فرمایا کہ: ''آپ اس تاریخی موقع پر قلم اٹھائیں۔''

دستاویزی ثبوت

مجاہد کبیر حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ اللہ تعالیٰ کے ان مخلص، منتخب اور مجاہد بندوں میں سے ہیں جن کی انتھک کوششوں سے ہندوستان میں اب بھی دین حنیف کے ستون قائم ہیں اور ملت اسلامیہ الحمدللہ زندہ ہے۔

جوں ہی انگریزی سلطنت کے شکنجے نے اس ملک کو اسیر کیا۔ سب سے زیادہ بے چینی اور اضطراب حلقہ علماء میں پھیلا اور اللہ کے عالم بندے قرطاس وقلم، تعلیم وتعلم اور تدریس وتربیت کے دائرے سے نکلنے پر مجبور ہوئے اور ہتھیار اٹھا کر ملک کے عوام کو انگریزی اقتدار کے پنجے سے نکالنے کی مہم میں لگ گئے۔ حالات کا تجزیہ کرنے والا ہر عاقل شخص یہ ماننے پر مجبور ہے کہ انگریزوں نے ملک کی باگ دوڑ مسلمانوں سے چھینی تھی اور چونکہ نظام تعلیم بھی مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا جو اقتدار کے ساتھ ساتھ انگریزوں کے قبضے میں چلا گیا۔ اس طرح اہل ایمان کو اب یہ خطرہ لاحق ہوگیا کہ ایک تازہ دم عیسائی قوم جو ایک طرف ہتھیار بند، ہوشیار اور فن حرب کے آلات سے لیس تھی۔ تو دوسری جانب ان کے ساتھ مسیحی پادریوں کی ایک بھیڑ تھی جو بگڑے ہوئے دین مسیح کے وارث ہونے کے ناطے اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے حدود ملک میں پھیل گئی اور عیسائیت کی تبلیغ میں سرگرم ہوگئی۔ اللہ نے علماء حق کو کھڑا کیا اور یہ علماء ربانی ہی تھے۔ جنہوں نے مسیحی پادریوں کا منہ پھیر دیا اور اس طرح انگریزی اقتدار کی بنیاد ہلا دی۔ جس کے سبب آگے آنے والے انقلابی دستوں کا راستہ ہموار ہوا اور اس طرح ان کو استخلاص وطن کی تحریک میں علماء حق سے زیادہ قربانیاں دینے کی ضرورت و نوبت نہیں آئی اور بہت تھوڑی مدت اور محنت کے بعد ملک

انگریزی اقتدار سے آزاد ہوگیا۔لیکن علماء حق کی قربانیاں، ان کی تدابیر خلوص اور ترکیب و تدبیر کے ساتھ نصرت الٰہی شامل حال نہ ہوتی تو ۱۹۴۷ء تو کیا ۲۰۴۷ء تک بھی ہندوستان آزاد نہ ہوسکتا تھا۔

خون سے رنگین داستان

یہ حق ہے کہ آزادی وطن کی جدوجہد میں علماء ربانی کے پورے پورے قافلے شہید ہوئے۔ ہزاروں پھانسی چڑھادیئے گئے اور بظاہر اتنی قربانیوں کا فی الفور کوئی نقد نتیجہ سامنے نہیں آیا۔لیکن قدرت اور تاریخ نے ان قربانیوں کو نوٹ کر رکھا تھا کہ وقت آنے پر آئندہ نسلوں کو ان قربانیوں کا کامیاب نتیجہ دنیا میں مل جائے گا۔ جبکہ اہل حق علماء کرام اپنا اجر پانے اپنے رب کے دربار حاضر کردیئے گئے۔

مجاہد اکبر

اسی لشکر کے ایک مجاہد کبیر، عالم ربانی اور مجاہد اسلام کا نام نامی حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ ہے۔ان کے حالات تذکرہ کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات قرآنی سے ابتداء کی جائے۔

شہادت قرآن مجید

’’من المومنین رجال صدقو اماعا هدوا الله علیه ۰ فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر ۰ ومابدلوا تبدیلا ۰ لیجزی الله الصدقین بصدقهم ......الخ(الاحزاب:۲۳،۲۴)‘‘

﴿ایمان والوں میں بہت سے ایسے دلیر مرد بھی ہیں جو اللہ کے دیئے ہوئے اپنے قول میں سچے اترے اور ان میں کچھ تو ایسے ہیں جو راہ خدا میں جان دینے کی نذر و منت و پوری کر چکے اور ابھی کچھ انتظار میں ہیں کہ جیسے ہی موقع ملے اپنی جان کی بازی لگادیں گے اور جاں نثاری کے حوصلے اور قول میں ذرا بھی تبدیلی نہیں آنے دی۔اب جو اپنے قول میں سچے ثابت ہوئے تو ان کے صدق کا بدلہ اللہ انہیں ضرور عطاء فرمائے گا۔﴾

قوی استدلال

بلاشبہ یہ آیت دور اول کے ان مجاہدین صادقین کے حق میں نازل ہوئی تھی جو رسول اللہ a کے جانباز ساتھی بن کر مورچوں پر ڈٹے رہے تو اپنا اجر پاچکے اور شہید ہوئے تو جنت میں جا پہنچے۔لیکن قیامت تک کے لئے اٹھنے والے مجاہدین راہ حق کے لئے بھی اس آیت کریمہ میں بشارت موجود ہے۔کوئی حرج نہیں کہ مجاہد کبیر حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کو بھی ہم اسی قافلے کے ہم مقصد لوگوں میں شمار کرکے اپنے لئے نمونہ بنائیں۔حضرت مولانا موصوف کی حیات مبارکہ بھی ان ہی اوصاف سے بھری پڑی ہے جو ان آیات بینات کے مصداق اولوالعزم اہل ایمان کے بتائے گئے ہیں۔

لافانی حقیقت

حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کے زمانے کو دیکھنے کے لئے انقلاب ۱۸۵۷ء والے پرفتن دریچے میں جھانکنا ہوگا۔حضرت کیرانویؒ کا جہاد بالسیف والقلم عیسائی پادریوں کے ساتھ ان کے تاریخی مناظرے۔اس ضمن میں

حضرت کی نوادر زمانہ اور نایاب و بے نظیر تصانیف کا وہ معرکۃ الآراء ذخیرہ کہ جو راہ روان حق کے لئے اسلام دشمن عناصر خصوصاً عیسائی حضرات کے ہر وار سے بچنے کے لئے ایک مضبوط ڈھال کا کام دے گا۔ پھر اس مرد مجاہد کا پاپیادہ کیرانہ سے دہلی اور دہلی سے دشوار گزار سفر۔ جبکہ برٹش حکومت نے ان کو باغی قرار دے کر گرفتاری کا وارنٹ جاری کر رکھا تھا۔ پھر اللہ کے راستے میں ہجرت والی سنت رسولؐ کی سعادت سے مشرف ہو کر حرم مقدس میں حضرت کیرانویؒ کی منجانب اللہ قبولیت اور نصرت و پذیرائی نیز مدرسہ صولتیہ کی تاسیس وقیام۔ پھر ایک طویل مدت تک مدرسہ ہذا کی خدمات۔ یہ تمام واقعات ان کی بھرپور مجاہدانہ زندگی کی عکاسی کرتے ہیں۔

شاطر زمانہ پادری فنڈر

ہندوستان میں اسلام پر حملہ عیسائیت کے سلسلے میں قلمی اور عملی جہاد کا ایک مستقل محاذ قائم کرنا۔ نیز پادری فنڈر جیسے شاطر زمانہ عیسائی مبلغ کے ساتھ تاریخی مناظرے کر کے دشمن کو اسی کے ہتھیار سے مجروح و مغلوب کر کے فرار پر مجبور کر دینا اور اس عظیم کام کو انجام دینے کے لئے اس سبجیکٹ کے ماہر ایسے کارکنوں کی ٹیم کو اٹھا کھڑا کر دینا۔ یہ حضرت کیرانویؒ کا کارنامہ تاریخی ہے۔ جبکہ عیسائی پادری مسلم علماء حضرات کی خاموشی سے فائدہ اٹھا کر اسلام کے خلاف تقاریر کر کے مسلمانوں میں خوف و ہراس کا ماحول پیدا کر چکے تھے۔ پادریوں کے اس جارحانہ مشن کو حضرت کیرانویؒ کی لطیف اور مضبوط تدبیر نے یکسر بے کار اور غیر مؤثر بنا کر رکھ دیا۔

گھریلو حالات

حضرت کیرانویؒ کے والد ماجد کا اسم گرامی مولوی خلیل اللہ تھا۔ اجداد کا اصل وطن پانی پت تھا۔ آپ ۱۲۳۳ھ،۱۸۱۸ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کیرانہ میں حاصل کر کے علوم اسلامیہ کی تحصیل کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔ ۱۲۵۰ھ میں آپ کے والد مولوی خلیل اللہ دہلی میں مہاراجہ ہندوراؤ بہادر کے میرمنشی مقرر ہوئے۔ مولانا کیرانویؒ دن میں تعلیم حاصل کرتے اور رات میں والد محترم کی خدمت میں رہتے اور راجہ کو اکبرنامہ بھی سناتے۔ پھر کچھ عرصہ بعد اپنی علمی پیاس بجھانے لکھنؤ تشریف لے گئے۔ ۱۲۵۶ھ میں موصوف کی شادی ان کی خالہ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ اسی دوران مہاراجہ ہندوراؤ نے آپ کو اپنا مشیر مقرر کیا اور آپ کے والد کو جائیداد کی نگرانی اور دیکھ بھال پر مقرر کیا۔ ۱۲۷۰ھ میں مولانا موصوف کا ایک سالہ بیٹا فوت ہوا اور کچھ ہی عرصہ بعد آپ کی اہلیہ محترمہ عارضہ دق میں مبتلا ہو کر چل بسیں۔ پھر آپ کے والد بھی جلد ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ چنانچہ آپ نے اپنی جگہ پر اپنے بھائی مولوی خلیل کو ملازم رکھوا کر ملازمت سے علیحدگی اختیار فرمائی اور وطن کیرانہ پہنچ کر درس وتدریس کے ساتھ تردید عیسائیت کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔

تلوار اور قلم

حضرت مولانا کیرانویؒ جانباز مجاہدین میں سے ہیں۔ جنہوں نے زندگی کا ہر لمحہ خدمت حق کے لئے وقف کر دیا تھا۔ ایک طرف تو حق کو پھیلانے اور پہنچانے کی مؤثر خدمات انجام دیں تو دوسری جانب اپنی زبان وقلم سے ''دین اسلام'' کا دفاع کیا۔ لہٰذا حضرت کا شمار ان چند بزرگان دین میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے بیک وقت قلم اور تلوار

دونوں میدانوں میں اپنے جوہر دکھائے۔ ایک محاذ پر تو عیسائیت کے تابڑ توڑ حملوں کا دفاع کیا اور دوسری جانب ہندوستان کو فرنگیوں سے آزاد کرانے کی خاطر تلوار لے کر میدان کارزار میں کود پڑے اور الحمدللہ دونوں میدانوں میں جدوعمل کی بے نظیر مثالیں اور حقائق چھوڑ گئے۔ جو آنے والی نسلوں کے لئے یقیناً Inspiration کا ذریعہ ثابت ہوگا۔

فنڈر کا فریب

عیسائیت مشنری پادری فنڈر کی تصنیف میزان الحق نے وہ شبہات وتلبیسات پیدا کئے کہ مسلمانوں میں کرب واضطراب پھیل گیا جس میں خوف کا عنصر بھی شامل تھا۔ حضرت کیرانویؒ نے فوراً بھانپ لیا کہ اسلام پر عیسائی یلغار کا اس وقت تک مؤثر مقابلہ نہ سکے گا۔ جب تک پادری فنڈر سے دل ودماغ پر خوف وہراس کے جو بادل چھاگئے ہیں۔ وہ یکسر دور ہو جائیں اور عوام جان لیں کہ برہان اور فرقان کے مقابلے میں عیسائیت کس قدر کمزور ہے۔

شیخ رفاعی خولیؒ کی گواہی

مؤرخین نے مناظرے کی روداد لفظ بہ لفظ نقل کردی ہے۔ اللہ نے اپنی مدد خاص سے مولانا اور ان کے معاونین کو غلبہ عطاء فرمایا اور تین نشستوں ہی میں عیسائی پادری فنڈر نے روپوشی میں عافیت سمجھی۔ اس مناظرے کی عالمگیر شہرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مکہ مکرمہ کے شیخ رفاعی خولی تحریر فرماتے ہیں: ”میں نے اس مناظرے کا حال ان بے شمار لوگوں سے سنا جو اس مناظرے کے بعد حج کے لئے آئے۔ یہاں تک کہ یہ بات تواتر معنوی کی حد تک پہنچ گئی کہ پادری فنڈر اس میں مغلوب تھا۔“ یہاں اس بات کا ذکر بے جا نہ ہوگا کہ مناظرے کی تفصیل اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ حضرت کیرانویؒ کو اللہ تعالیٰ نے علوم اسلامیہ کے علاوہ دیگر سماوی کتب ومذاہب پر بھی خاصا عبور عطا فرمایا تھا۔ یہ مناظرہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے تین برس قبل ۱۰ اپریل ۱۸۵۴ء کو آگرہ میں منعقد ہوا تھا۔

فرنگی اقتدار سے ٹکر

بہت ممکن ہے کہ علماء کی جماعت کو فرنگی اقتدار سے ٹکر لینے میں ان آیات شریفہ میں بہت حوصلے، ہمت اور اجر کا سامان نظر آیا ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”ذلك بانهم لا يصيبهم ظمأ ولا نصب ولا مخمصة في سبيل الله ولا يطؤن موطئا يغيظ الكفار ولا ينالون من عدو نيلا الا كتب لهم به عمل صالح۰ ان الله لا يضيع اجر المحسنين۰ ولا ينفقون نفقة صغيرة ولا كبيرة ولا يقطعون واديا الا كتب لهم۰ ليجزيهم الله احسن ماكانوا يعملون (التوبہ:۱۲۰،۱۲۱)“

﴿سوچنے کی بات یہ ہے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جو بھی مصیبت جھیلنی پڑی ہو۔ پیاس کی، تھکان کی اور بھوک کی اور ان کے قدم اٹھانے سے دشمن جب غصے میں آکر آگ بگولا ہوئے ہوں اور دشمن پر ٹوٹ کر انہوں نے جو کچھ چھینا جھپٹی کی ہو اور ان کی پٹائی کردی ہو۔ ان سب کاموں پر ان کے نامۂ عمل میں نیکی لکھ لی گئی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں ہونے دیتا اور اس مہم میں جو کچھ بھی چھوٹا بڑا خرچ انہیں کرنا پڑا اور جس

میدان اور گھاٹی میں انہیں قدم رکھنے پڑے۔ ان سب کاموں کو لکھ لیا گیا۔ تاکہ ان کے ہر اچھے عمل کا بدلہ انہیں دے دیا جائے۔﴾

تاریخی حقائق

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی دراصل انگریزوں کے ذریعے اس ملک کے عوام پر سو سالہ راج کے درمیان کئے جانے والے ظلم وتشدد کے خلاف ردعمل کے طور پر نفرت وبیزاری کا لاوا تھا جو کسی باضابطہ سکیم کا پابند نہ تھا۔ مگر اچانک پھوٹ پڑا۔ انگریزی فوج میں ہندوستانیوں کی اکثریت تھی جو یکسر باغی ہوگئی۔ جس کی وجہ سے ملک کے عوام کو بھی غلامی سے نجات کی کرن نظر آئی اور نتیجتاً ملک کے مختلف حصوں میں مختلف محاذ قائم ہوئے اور ہر علاقے میں اس جہاد کا ایک امیر مقرر ہوا۔ چنانچہ تھانہ اور کیرانہ کا بھی ایک محاذ بنا اور مجاہدین کی جماعت مدافعت اور مقابلہ کرتی رہی۔

تابناک ستارے

تھانہ بھون میں حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، حافظ ضامن شہید، حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ودیگر حضرات نے شاملی میں انگریزی فوج پر حملہ کر کے تحصیل شاملی کو فتح کر لیا۔ دوسری طرف کیرانہ اور اس کے گردونواح میں حضرت مولانا رحمت اللہ امیر اور چوہدری عظیم الدین سپہ سالار تھے۔ اس زمانے میں عصر کی نماز کے بعد مجاہدین کی تنظیم وتربیت کے لئے کیرانہ کی جامع مسجد کی سیڑھیوں پر نقارہ بجا کرتا اور اعلان ہوتا: ''ملک خدا کا اور حکم مولوی رحمت اللہ کا۔''

مشتعل حکمراں کے مقابلے میں استقامت کی چٹان

کیرانہ کے محاذ پر بظاہر شکست کا امکان نہ تھا۔ مگر بعض ابن الوقت ابنائے وطن کی زمانہ سازی۔ نیز مخبروں کی سازش نے حالات کا رخ بدل دیا۔ کیرانہ میں انگریزی فوج اور توپ خانہ داخل ہوا۔ محلہ درباروں کے دروازے پر توپ خانہ نصب کیا گیا اور محلہ دربار کا محاصرہ کرنے کے بعد گھر گھر تلاشی لی گئی۔ اس لئے کہ کسی مخبر نے اطلاع دی تھی کہ مولانا کیرانویؒ دربار میں روپوش ہیں۔ کیرانہ کے قریب پنجیٹھ مسلمان گوجروں کا گاؤں ہے۔ حضرت مولانا اپنی باقی ماندہ جماعت کے ہمراہ وہاں پہنچے۔ خود گاؤں کے لوگ مجاہدین کی جماعت میں شامل تھے۔ اسی دوران گورا فوج کا ایک گھڑسوار دستہ پنجیٹھ کے رخ پر پڑا۔ کیرانہ اور پاس پڑوس کے حالات کی اطلاع حضرت موصوف کو ملتی رہتی۔ چنانچہ گاؤں کے مکھیا کو جب گورا فوج کی آمد کی اطلاع ملی تو اس نے فوراً جماعت کو بکھیر دیا اور مولانا سے درخواست کی کہ آپ ''کھرپا'' لے کر گھاس کاٹنے کے لئے کھیت چلے جائیں۔ مولانا خود فرمایا کرتے کہ: ''انگریزی فوج اسی کھیت کی پگڈنڈی سے گزر رہی تھی جہاں میں گھاس کاٹ رہا تھا اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے اڑ اڑ کر کنکریاں میرے جسم پر لگ رہی تھیں اور میں ان کو اپنے پاس سے گزرتا ہوا دیکھ رہا تھا۔'' فوج نے گاؤں کا محاصرہ کیا۔ تلاشی لی۔ مگر مولانا کا پتہ نہ چلنا تھا۔ نہ چلا۔ آپ کے خلاف فوجداری مقدمہ چلا۔ وارنٹ جاری ہوا اور مفرور باغی قرار دے کر ہزار روپے انعام کا اعلان ہوا۔ حضرت مولانا کی جائیداد ضبط کر کے کوڑیوں کے داموں نیلام کرادی گئی۔

جسمانی ریاضت

حضرت کیرانوی پیدل دہلی روانہ ہوئے۔ یہ وقت آپ کے لئے سخت آزمائش کا تھا۔ ایمانی عزم اور ہمت واستقلال کے ساتھ جے پور اور جودھ پور کے بیت ناک جنگلوں کو پاپیادہ عبور کرتے ہوئے بندرگاہ سورت پہنچے۔ سال میں ایک جہاز ہوا کی موافقت کے زمانے میں سورت سے جدہ جایا کرتا تھا اور ہجرت کرنے والا ترک وطن کے ساتھ ہی دنیاوی رشتوں اور تعلقات کو زندگی میں ہی منقطع کر دیتا۔ طویل اور دشوار گزار بری اور بحری سفر کی مصیبتوں کو خوشی خوشی جھیلتے ہوئے یہ مرد مجاہد اپنی جان پر کھیل کر اس مقدس سرزمین پر وارد ہوا کہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں: ''من دخله كان آمنا'' کی بشارت دے رکھی ہے۔

منزل مقصود

حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ مولانا کیرانویؒ سے پہلے ہی ہجرت فرما کو مکہ معظمہ پہنچ چکے تھے۔ صبح صادق کے قریب حضرت کیرانویؒ کی حرم شریف میں حاضری ہوئی اور حضرت مہاجر مکیؒ کے ساتھ طواف قدوم اور سعی فرما کر مولانا مکی کے ڈیرے رباط داؤدیہ پر قیام کیا۔

حضرت کیرانویؒ کا علمی مقام

شیخ العلماء سید احمد دحلانؒ جو شافعی المسلک تھے۔ مسجد حرام میں درس دیا کرتے تھے۔ شریف مکہ ان کا بڑا ادب واحترام کیا کرتا۔ ایک دفعہ کسی مجلس درس میں شیخ نے دوران تقریر حنفیہ کے دلائل کو کمزور بتلاتے ہوئے اپنے مسلک کو ترجیح دی۔ حضرت کیرانویؒ نے ایک طالب علم کی حیثیت سے اس مسئلے پر تشفی چاہی۔ تھوڑی سی گفتگو میں شیخ العلماء تاڑ گئے کہ یہ شخص طالب علم نہیں ہے۔ چنانچہ شیخ العلماء کی دعوت پر حضرت اپنے رفیق مولانا مہاجر مکیؒ کے ہمراہ دوسرے دن شیخ کے گھر مدعو کئے گئے۔ دوران گفتگو ہندوستان میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے ساتھ عیسائیوں کی سرگرمیوں کے قلعے مسمار کرنے میں اہل ایمان کی شاندار کامیابیوں کا ذکر آ گیا۔ شیخ نے اس پر بے حد خوشی کا اظہار کیا اور اسی مجلس میں مولانا کیرانویؒ کو مسجد حرام میں باقاعدہ درس کی اجازت دے دی۔ حضرت کیرانویؒ شیخ سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ چنانچہ اپنی تصنیف ''اظہار الحق'' کے مقدمے میں شیخ احمد دحلان کا تذکرہ بہت ہی محبت اور احترام کے ساتھ فرمایا ہے۔

تمغہ سلطانی اور اظہار الحق کی تکمیل

ادھر ہندوستان میں حضرت کیرانویؒ کے ہاتھوں ہزیمت اٹھانے کے بعد پادری فنڈر جرمنی، سوئٹزرلینڈ اور انگلستان ہوتا ہوا قسطنطنیہ پہنچا اور یہ چرچا مشہور کر دیا کہ ہندوستان میں عیسائیت کی فتح اور اسلام کی شکست ہو چکی ہے۔ نیز ہندوستانی مسلمان عیسائیت قبول کر رہے ہیں۔ لہٰذا اس سلسلے میں قسطنطنیہ سے سلطان عبدالعزیز خان مرحوم کا فرمان امیر مکہ شریف عبداللہ پاشا کے نام آیا کہ: ''حج کے لئے ہندوستان سے جو علماء اور باخبر حضرات آئیں۔ ان سے پادری فنڈر کے مناظرے اور ۱۸۵۷ء کی جدوجہد آزادی کے خاص حالات معلوم کر کے ارباب خلافت کو مطلع کیا جائے۔'' امیر مکہ نے شیخ العلماء سید احمد دحلان سے اس کا تذکرہ کیا۔ موصوف نے فرمایا: ''جس عالم سے یہ

مناظرہ ہوا ہے وہ خود مکہ میں موجود ہے۔" بس یہی چیز حضرت کیرانویؒ کی سلطان کی طرف سے قسطنطنیہ طلبی کا موجب بنی۔ پادری فنڈر کو جونہی حضرت کیرانویؒ کی آمد کی اطلاع ملی۔ وہ قسطنطنیہ سے فرار ہوگیا۔ چنانچہ حکومت عثمانیہ نے اس عظیم فتنے کو روکنے کے لئے عیسائی مشنریوں کو مقید کیا اور ان کی کتب پر پابندی کے علاوہ سخت احکامات جاری فرمائے۔ ۱۸۶۴ء میں حضرت کیرانویؒ کی قسطنطنیہ میں شاہی مہمان کی حیثیت سے حاضری ہوئی۔ اکثر بعد نماز عشاء سلطان عبدالعزیز خان حضرت کیرانویؒ کو شرف باریابی عطاء فرماتے۔ علماء اور وزراء کی مجلس میں حضرت سے تفصیلی گفتگو ہوتی۔ سلطان مرحوم نے حضرت مولانا کی جلیل القدر دینی خدمات اور مجاہدانہ صفات کی قدر اور ہمت افزائی فرماتے ہوئے زریں خلعت کے ساتھ تمغہ مجیدی دوم اور گراں قدر ماہانہ وظیفہ سے سرفراز فرمایا۔ سلطان کی خواہش پر حضرت نے "اظہار الحق" ۱۲۸۰ھ میں چھ ماہ کی مختصر مدت میں تصنیف فرما کر سلطان کی خدمت میں پیش فرمائی۔

قسطنطنیہ سے حجاز مقدس واپسی پر حضرت کیرانویؒ نے درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہاں کے مروجہ طریقہ درس وتدریس میں بقدر ضرورت ترمیم واصلاح فرمائی۔ پھر بھی اطمینان نہ ہوا تو طے کیا کہ یہاں ایک ایسے دارالعلوم کا سنگ بنیاد رکھا جائے جو خانہ کعبہ کی مرکزیت کے شایان شان ہو۔ دنیا کی مختلف زبانیں جاننے والے علماء اس مدرسے کے مدرس ہوں اور ایک ایسا نصاب تعلیم ہو جو بیک وقت دینی اور دنیوی ضروریات پوری کرتا ہو۔ سب سے بڑھ کر یہ تقاضا غالب ہوا کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی مٹی ہوئی دینی درسگاہ کا سرزمین حرم پر دوبارہ قیام ہو۔ چنانچہ مکہ معظمہ کے اس پہلے مدرسے کی پہلی تاریخی اور بنیادی اپیل کچھ اس طرح ہے: "حمد ونعت کے بعد عرض ہے کہ اکثر اہل توفیق ہندیوں کی ہمت سے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً بعض خیر کے کام مثلاً رباطیں اور سبیلیں تیار ہوگئی ہیں۔ مگر اب مدرسہ ان کی طرف سے یہاں نہیں ہے اور کاموں سے بھی یہ کام بڑا خیر کا کام ہے۔"

مدرسہ صولتیہ کی تاسیس

رمضان المبارک ۱۲۹۰ھ کی اس اپیل پر جہاں اور لوگوں نے لبیک کہہ کر ماہانہ چندہ دینا شروع کیا ان کا ذکر تو الگ ہے۔ مگر کلکتہ کی ایک اولوالعزم خاتون "صولت النساء بیگم صاحبہ" کے حصے میں اللہ تعالیٰ نے مدرسہ صولتیہ کی تاسیس مقدر فرمادی۔ اس شریف بیوہ خاتون کے ہمراہ ان کی بیٹی اور داماد بھی عازم حج بن کر مکہ مکرمہ وارد ہوئے۔ موصوفہ کے داماد اکثر مسجد حرام میں حضرت مولانا کے حلقہ درس میں شریک ہوتے۔ ہر نیک دل اور صاحب حیثیت مسلمان کی یہ دلی خواہش ہوتی کہ وہ حرمین شریفین میں مسلمانوں کی رفاہ عام کا کوئی نیک کام کر کے صدقہ جاریہ کا ذریعہ چھوڑ جائے۔ بس یہی جوش وجذبہ اس نیک خاتون کے سینے میں موجزن تھا جس کا اظہار جب ان کے داماد نے حضرت کیرانویؒ سے فرمایا تو آپ نے جواب دیا کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں رباطوں اور مسافر خانوں کی کمی نہیں ہے۔ سب سے زیادہ ضرورت ایک مدرسے کی ہے۔ مکہ مکرمہ میں کوئی مستقل مدرسہ نہیں ہے۔ مشیت ایزدی اور علم الٰہی میں یہ سعادت اور فخر اس بیوہ خاتون کا حصہ تھا۔ اس لئے حضرت کیرانویؒ نے ان کے اس ایثار کی بہترین یادگار کی نشانی کے طور پر مرکز اسلام کی اس اولین دینی درسگاہ کا نام مدرسہ صولتیہ رکھا۔ شعبان ۱۲۹۱ھ میں مدرسہ وجود میں آیا اور ابتدائی مشکلات اور رکاوٹیں جو ہر نیک کام میں کسی نہ کسی درجے میں مانع ہوتی ہیں۔ ان سے نمٹنے کے بعد اللہ

تعالیٰ نے حضرت کیرانویؒ کے خلوص اور استقلال کو قبول فرماتے ہوئے آئندہ کے لئے راستہ صاف فرمادیا۔

حضرت کی زریں اصلاحات

مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران حضرت کیرانویؒ نے وہاں کی بہت سے سماجی اور معاشی اصلاحات میں حصہ لیا۔ مثلاً:

۱...... دینی تعلیم کا ایک خاص نہج ونظم قائم فرمایا اور مکہ مکرمہ میں باضابطہ دینی تعلیم کی طرح ڈالی۔

۲...... جب عثمان نوری پاشا نے سلطان عبدالحمید کی اجازت سے صحن حرم میں اپنے شاہی کتب خانے کو حجاج کی سہولت کے پیش نظر منہدم کرایا تو حضرت مولانا نے اس کے ملبے سے مدرسہ صولتیہ کے قریب ایک مسجد تعمیر کروائی جس کا تاریخی نام ''خانہ رحمت'' ہے۔ جو آج تک وہاں موجود ہے۔

۳...... مدرسہ صولتیہ کے طرز پر حجاز مقدس میں دیگر مدارس قائم کئے۔

۴...... حضرت کیرانویؒ کے زمانے میں مکہ مکرمہ میں ڈاک کی تقسیم کا نہ تو مستقل نظام تھا اور نہ ہی ڈاک خانہ تھا۔ مولانا نے اس سلسلے میں کوشش فرمائی۔ جس کو مولانا کے بعد مولانا محمد سعیدؒ نے جاری رکھا اور سلطان عبدالحمید کو متوجہ فرماکر باب الوداع پر ڈاک خانہ تعمیر کروایا۔

۵...... ''نہر زبیدہ'' جو گردش ایام کی بدولت قابل مرمت ہوچکی تھی اور جس کی وجہ سے ساکنان حرم کو پانی کی دقت تھی۔ اس کی مرمت کا بیڑا اس جانباز مرد مجاہد کے ساتھ چند اہل خیر حضرات نے اٹھایا اور اس طرح مولانا اور ان کے رفقاء کی کوششوں سے نہر زبیدہ کا صدقہ جاریہ دوبارہ جاری ہوا۔

جلیل القدر تصانیف

حضرت مولانا کیرانویؒ کی تصانیف زیادہ تر ردعیسائیت کے موضوع پر ہیں۔ جیسے:

۱...... ازالۃ الاوھام: اس کتاب کی تالیف چل رہی تھی کہ حضرت کیرانویؒ سخت بیمار ہوئے۔ یہاں یہ ذکر بے جانہ ہوگا کہ حضور اکرم a نے حضرت کیرانویؒ کے خواب میں تشریف لاکر بشارت دی کہ اگر ''ازالۃ الاوھام'' مرض کی وجہ ہے تو وہی باعث شفاء ہوگی۔

۲...... ازالۃ الشکوک
۳...... اعجاز عیسوی
۴...... اوضح الاحادیث
۵...... بروق لامعہ
۶...... معدل اعوجاج المیزان
۷...... تقلیب المطاعن
۸...... معیار التحقیق

بے چین روح

مدرسہ صولتیہ کے قیام کے بعد حضرت مولانا کے قسطنطنیہ کے دو مزید سفر سلطان عبدالحمید خاں کی دعوت اور خواہش پر ہوئے۔ تیسرا اور آخری سفر تو سلطان نے حضرت کی آنکھوں کے علاج اور آپریشن کی غرض سے کروایا۔ نیز اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ آپ مستقلاً سلطان کی مصاحبت میں یہیں شاہی محل میں قیام فرمائیں۔ لیکن حضرت

کیرانویؒ کے اس جواب نے سلطان کو لاجواب کردیا کہ: ’’اعزاء‘‘ اور اقارب کو چھوڑ کر ترک وطن کر کے خدا کی پناہ میں اس کے دروازے پر آکر پڑا ہوں۔ وہی لاج رکھنے والا ہے۔ آخری وقت میں امیر المومنین کے دروازے پر مروں تو قیامت کے دن اللہ کو کیا منہ دکھاؤں گا۔‘‘

حجابات اٹھ گئے

اللہ کی قدرت کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کیرانویؒ کے اس قول کو قبول فرمالیا۔ چنانچہ اسلام کا یہ سچا سپہ سالار، جید عالم دین اور مجاہد فی سبیل اللہ ۷۵ سال کی عمر میں ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ میں اللہ کو پیارا ہوگیا اور جنت المعلیٰ میں حضرت خدیجہؓ کے جوار میں صدیقین وشہداء کے زمرہ میں مدفون ہوا۔

جمعہ کو پورے برطانیہ میں یوم ختم نبوت پورے مذہبی جوش وخروش سے منایا گیا

لندن: جمعہ کو پورے برطانیہ میں یوم ختم نبوت پورے مذہبی جوش وخروش سے منایا گیا۔ اس موقع پر علمائے کرام اور مشائخ عظام نے برطانیہ بھر کی مختلف مساجد اور اسلامک سینٹرز میں نماز جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے مسلمانوں کو آگاہ کیا اور قادیانیوں کے خلاف اسلام عقائد پر روشنی ڈالی۔ مقررین نے کہا کہ امت مسلمہ کے ہر فرد کا حضور اکرم a سے محبت وعقیدت کا مضبوط رشتہ ہے جس پر وہ تمام رشتے ناتے قربان کرسکتا ہے۔ آج دشمنان دین اور منکرین ختم نبوت اس مضبوط رشتے کو کمزور کرنے اور ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ منکرین ختم نبوت کو چاہئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹے نبوت سے چپٹے رہنے اور اپنے لئے جہنم کا ایدھن تیار کرنے کے بجائے وہ شفیع المذنبین a کے دامن سے وابستہ ہوجائیں اور اپنی دنیا آخرت سنوار لیں۔ مقررین نے شرکاء پر زور دیا کہ وہ ۲۴ رجون کو برمنگھم میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں ذوق وشوق سے شرکت کریں۔ برمنگھم شہر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی نے جامع مسجد فیض الاسلام میں، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد نے جامع مسجد عبداللہ ابن مسعود میں، برمنگھم میں جامع مسجد نقیب الاسلام میں مولانا اللہ وسایا، جامع مسجد حمزہ میں مفتی خالد محمود، جامع مسجد صدام حسین میں مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، جامع مسجد عمر میں حافظ محمد تمکین، سینٹرل مسجد میں قاری محمد اسماعیل رشیدی، جامع مسجد علی میں مولانا تصور الحق، مولانا اکرام الحق خیری، لندن کی مساجد میں جامع مسجد ورڈن میں مفتی سہیل احمد، جامع مسجد ابوبکر ساؤتھ ہال میں مولانا طاہر فیاض، مولانا محمد شعیب واڈیا نے مرکزی مسجد ویمبلڈن میں، جامع مسجد نمرہ میں مفتی محمود الحسن، جامع مسجد قبا میں حافظ محمد اقبال، مولانا منور سورتی اسلامک سینٹر ٹوٹنگ، مولانا عطاء اللہ مدینہ مسجد آکسفورڈ، مفتی محمد یوسف ڈنکا، مولانا رضاء الحق نوٹنگھم، مسجد رادھرم مفتی محمد اسلم، مولانا حبیب الرحمٰن جامع مسجد گلاسگو، جامع مسجد زکریا ڈیوزبری میں مولانا محمد قاسم، مولانا مرغوب لاجپوری پارک روڈ مسجد ڈیوزبری، مولانا محمد سلیم پٹیل نے دارالعلوم ڈیوزبری، مولانا عبدالرشید ربانی نے مدنی مسجد ڈیوزبری، مفتی طارق زمان نے کارڈیف، مولانا محمد یعقوب، مولانا عزیز الرحمٰن، قاری محمد ہاشم، قاری عبدالرشید رحمانی نے جامع مسجد کروے، مولانا عزیز الحق نے جامع مسجد برلے، مولانا محمد ابراہیم نے بریڈفورڈ میں خطاب کیا۔

شیزان اور دیگر قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کیوں ضروری ہے!

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی!

دین اسلام کے بنیادی عقائد میں سے اہم ترین عقیدہ، عقیدہ ختم نبوت ہے جس پر مسلمانان عالم متفق ہیں کہ یہ عقیدہ پورے دین اسلام کی روح ہے۔ جیسے روح کے بغیر جسم کی کوئی حیثیت نہیں۔ ایسے ہی عقیدہ ختم نبوت کے بغیر کسی عمل کی کوئی اہمیت نہیں۔ اگرچہ لاکھوں نمازیں پڑھے، روزے رکھے، حج کرے، سب بیکار ہیں۔ یہ قرب قیامت کا دور ہے۔ روز بروز نت نئے فتنے مختلف شکلوں میں رونما ہو رہے ہیں۔ جن میں سب سے بڑا فتنہ قادیانیت ہے۔ پوری ملت اسلامیہ متفقہ طور پر قادیانیوں کو کافروں کی بدترین قسم زندیق قرار دیتی ہے اور بقول علامہ اقبالؒ کہ:

''قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔''

پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں قادیانیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اس کے بعد صدر پاکستان نے تعزیرات پاکستان میں دفعہ 298 بی اور 298 سی کا اضافہ کرتے ہوئے قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال اور قادیانیت کی تبلیغ سے روک دیا۔ اس آرڈیننس کی رو سے قادیانی نہ تو کلمہ کا استعمال کر سکتے ہیں اور نہ قرآن مجید، اذان، نماز، روزہ کا کسی بھی طرح استعمال کر سکتے ہیں۔ ایسا کرنے پر ان کو گرفتار کر کے تین سال کی سزا دی جائے گی۔ تاکہ کلمہ طیبہ، قرآن مجید اور دیگر شعار اسلامی ان ناپاک لوگوں کے ہاتھوں سے محفوظ ہو جائیں۔ منکرین ختم نبوت قادیانی رمرزائی آج بھی مختلف چالوں سے مسلمانوں کے کمائے ہوئے پیسوں سے مسلمانوں کے ایمان پر حملہ آور ہیں۔ دوستی، نوکری، چھوکری، پیسوں کی نوکری کے بہانے سے اور کسی کو غیر ملکی ویزہ کا جھانسا دے کر اس کے ایمان کو لوٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سچے اور آخری رسول حضرت محمد a سے اپنا رشتہ توڑ کر مرزا غلام احمد قادیانی سے جوڑتے ہیں جو ایک طرف اپنے آپ کو انگریز کا خود کاشتہ پودا قرار دیتا ہے اور دوسری طرف (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

اکثر لوگ سوال کرتے ہیں کہ کفار کے ساتھ تو معاملات کرنے جائز ہیں؟۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کفار کے ساتھ معاملات تو تب جائز ہیں۔ جب وہ مسلمان کا روپ نہ دھاریں اور مسلمان کی نشانیوں (شعائر اسلامی) کو استعمال کر کے مسلمانوں کو دھوکہ نہ دیں۔ جبکہ قادیانی مسلمانوں کا روپ دھار کر اور ان کے شعائر (کلمہ، نماز، روزہ، قرآن وغیرہ) کو استعمال کر کے تعلقات کے جھانسہ میں سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ لہٰذا اس قسم کے کافروں سے ہر قسم کے تعلقات حرام ہیں۔ پاکستان اور بیرون ممالک سے مختلف مکاتب فکر کے تمام جید علماء کرام اور مفتیان عظام اور تمام بڑے بڑے دینی مدارس کا متفقہ فتویٰ ہے کہ قادیانیوں، مرزائیوں سے خرید وفروخت، تجارت، لین دین، سلام وکلام، ملنا جلنا، کھانا پینا، شادی وغمی میں شرکت، جنازہ میں شرکت، تعزیت، عیادت، ان کے ساتھ تعاون یا ملازمت سب شریعت اسلامیہ میں سخت ممنوع اور حرام ہیں۔ قادیانیوں کا مکمل

بائیکاٹ ان کو توبہ کرانے میں بہت بڑا علاج اور ان کی اصلاح اور ہدایت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ ہر مسلمان کا اولین ایمانی فریضہ ہے اور رسول اللہ a سے محبت کی نشانی ہے۔

قادیانیت رسول اللہ a سے بغض وعداوت اور دشمنی کا دوسرا نام ہے۔ قادیانی، مرزائی ختم نبوت اور دین اسلام پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بے انتہا پیسہ خرچ کر کے مرزائیت کی تبلیغ اور مسلمانوں کو مرتد بنانے اور اسلام اور پاکستان کو نقصان پہنچانے میں مصروف ہیں اور اس کوشش میں قادیانی جماعت کی مالی معاونت میں شیزان انٹرنیشنل پیش پیش ہے۔ شیزان انٹرنیشنل قادیانیوں کا ملکیتی بہت اہم ادارہ ہے۔ اس کی مصنوعات جوس، مربے، چٹنیاں، جام جیلی، نمک، بوتلیں وغیرہ پورے پاکستان میں دستیاب ہیں اور بیرون ممالک میں بھی جاتی ہیں۔ یہ قادیانی جماعت کی بھرپور مالی معاونت کرنے والا ادارہ ہے۔

لمحہ فکریہ ہے کہ یہ ادارہ جو اسلام مخالف سرگرمیوں میں جوش وخروش سے مصروف ہے۔ ہم مسلمانوں کی جیب سے چل رہا ہے۔ شاہنواز نامی متعصب قادیانی نے ۱۹۶۷ء میں شیزان کی بنیاد رکھی اور اس کی آمدنی میں سے بے دریغ سرمایہ مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کی تشہیر کے لئے خرچ کیا۔ شیزان نے قادیانیت کی تبلیغ وتشہیر کے لئے ریکارڈ کام کیا۔ پاکستان میں قادیانیوں کے سالانہ جلسہ پر پابندی لگنے پر یہ جلسہ ملعونہ لندن میں منعقد ہوا۔ اس جلسے کے لئے سب سے زیادہ مالی معاونت شیزان نے کی۔ ۱۹۸۸ء میں ایک کروڑ ساڑھے اکاون ہزار روپے ربوہ فنڈ میں جمع کروائے اور ہر سال کروڑوں روپے اس فنڈ میں جمع کروائے جارہے ہیں۔ خلاف قانون شائع ہونے والے قادیانی اخبارات اور درجنوں رسائل اور جرائد میں شیزان انٹرنیشنل بڑے بڑے اشتہارات دے کر انہیں مالی طور پر مستحکم کرتی ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف کام کرنے والے اور ارتداد پھیلانے والے قادیانی طلباء اور مربیوں کے لئے شیزان انٹرنیشنل نے باقاعدہ وظائف مقرر کر رکھے ہیں۔ حضرت محمد a کی شان میں گستاخیوں پر مبنی قادیانی لٹریچر چھپوانے کے لئے وسیع فنڈ شیزان انٹرنیشنل نے مخصوص کر رکھا ہے۔ ہر قادیانی رسالے کے خاص نمبر میں شیزان انٹرنیشنل خصوصی تعاون کرتی ہے۔ شاہنواز اس قدر جنونی قادیانی تھا کہ معروف سابق قادیانی مرزا محمد حسین نے ہولناک انکشاف کرتے ہوئے کہا تھا کہ شیزان انٹرنیشنل کے مالک شاہنواز قادیانی کی ہدایت پر اس کی تمام مصنوعات میں ربوہ کے نام نہاد بہشتی مقبرہ کی مٹی بطور تبرک استعمال ہوتی ہے۔ معروف صحافی جناب آغا شورش کشمیریؒ نے ایک جلسہ میں اپنی تقریر میں اس راز سے پردہ افشا کیا تھا۔

۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے خلاف ملک گیر تحریک چلی تو مسلمانوں میں قادیانیوں، مرزائیوں کے خلاف شدید اشتعال پایا جاتا تھا۔ ان دنوں شیزان انٹرنیشنل کا کاروبار کم ہونا شروع ہوا تو شاہنواز نے ایک بدقسمت مسلمان فیملی (ڈین ٹیکسی والوں) سے ایک معاہدہ کیا جس کی رو سے شیزان فیکٹری اور اس کی تمام مصنوعات اور تمام دنیا میں موجود شیزان ریسٹورنٹ قادیانیوں کی ملکیت رہیں گے۔ البتہ صرف لاہور کی حدود میں قائم شیزان بیکریاں اور ریسٹورنٹ مسلمان چلائیں گے۔ مگر نام شیزان کا رکھنے کے پابند ہوں گے اور شیزان کو پروموٹ کریں گے۔ مسلمانوں کو خفیہ اور مشروط معاہدہ کے تحت بیکریاں فروخت کردی گئی۔ اس میر جعفر اور میر صادق صفت فیملی نے

قادیانیوں کے شانہ بشانہ اسلام کو نقصان پہنچانے اور قادیانیت کے فروغ کے لئے اپنی مسلمانی تک پیش کردی۔ اس کے بعد شاہنواز نے پوری دنیا میں جہاں جہاں شیزان انٹرنیشنل کی مصنوعات جاتیں۔ وہاں پروپیگنڈا شروع کروادیا کہ شیزان مسلمانوں نے خرید لی ہے اور بہت سے مسلمانوں کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہوگئے کہ شیزان مسلمانوں کی ملکیت ہے۔ کراچی سے خیبر تک ہر جگہ شیزان انٹرنیشنل والے ۳۸ سال سے یہ پروپیگنڈا کرتے نظر آرہے ہیں کہ شیزان مسلمانوں نے خرید لی ہے۔ شیزان بیکریوں کے مالکان شیزان کا نام اور سٹائل جو کہ شاہنواز کے نام رجسٹرڈ ہے استعمال کررہے ہیں اور لاکھوں مسلمانوں کے لعنت ملامت کے ساتھ منع کرنے کے باوجود چار عشروں سے استعمال کررہے ہیں۔

قادیانیوں، مرزائیوں کی ساتھ مل کر پوری دنیا میں مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں کہ شیزان قادیانیوں کی ملکیت نہیں رہی۔ ڈین فیکسی فیملی کے جلال الدین، ریاض الدین، اسلم، افضل، اعجاز اور اصغر سے درخواست ہے کہ اگر یہ بیکریاں آزاد ہیں تو ان کا نام تبدیل کریں۔ تاکہ مسلمانوں کو پتہ چلے کہ ان کا شیزان انٹرنیشنل سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ مسلمان خرید چکے ہیں۔ پوری دنیا میں تشہیر کریں کہ شیزان انٹرنیشنل کی تمام مصنوعات قادیانیوں کی ہیں اور لاہور کے علاوہ ساری دنیا میں موجود شیزان ریسٹورنٹ قادیانیوں کی ملکیت ہے۔ ہمارا نام غلط استعمال کیا گیا کہ شیزان کی مصنوعات ہم مسلمانوں نے لے لی ہیں۔ ہم نے صرف لاہور شہر کی حدود میں قائم شیزان بیکریاں اور ریسٹورنٹ خریدا ہے اور اس کا نیا نام ...... ہے۔ جب تک ان بیکریوں کا نام نہیں بدلا جاتا۔ ان کی حیثیت ایسی رہے گی کہ مسلمانوں کی قادیانی بیکریاں۔ اگر کسی کو یہ بات سمجھ نہ آئے تو وہ اس طرح فرض کرلیں کہ اگر کوئی مسلمان ’’ابوجہل بیکرز اینڈ سویٹس‘‘ کے نام سے دکان کھول لے تو کیا کوئی مسلمان جس کے اندر ذرا سی بھی دینی غیرت موجود ہو۔ اس بیکری سے سامان خریدے گا؟۔ یقیناً نہیں۔ حالانکہ صرف نام ابوجہل رکھا ہے۔ شیزان بیکری کا تو نام بھی قادیانیوں کا ہے اور مال بھی قادیانیوں کا اور منافع بھی قادیانیوں کو جاتا ہے۔ دوسرا ان مسلمانوں اور قادیانیوں کی مشترکہ دھوکہ دہی کی وجہ سے لوگ شیزان کی قادیانی مصنوعات کو ساری دنیا میں استعمال کرتے ہیں اور یقیناً اس کام کے عوض شیزان بیکریوں کے مالکان بھی بھاری مفاد حاصل کرتے ہوں گے۔ بغیر کسی بھاری مفاد کے عقیدہ ختم نبوت سے غداری کرنے اور دنیا کی لعنت ملامت مول لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۱۹۹۰ء میں جب جب شیزان کمپنی کا مالک چوہدری شاہ نواز جہنم رسید ہوا تو قادیانی نبوت کے ترجمان ’’الفضل‘‘ نے اس کے لئے جو تعریفی کلمات کہے۔ وہ ان مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ شیزان انٹرنیشنل قادیانیوں کی نہیں یا شیزان انٹرنیشنل پہلے قادیانیوں کی تھی اور اب مسلمانوں نے خرید لی ہے۔ قادیانی روزنامہ ’’الفضل‘‘ لکھتا ہے: ’’احباب جماعت کو نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم چوہدری شاہ نواز صاحب ۲۳ر مارچ ۱۹۹۰ء کی شب لاہور میں حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے انتقال فرماگئے۔ آپ کی عمر ۸۵ برس تھی۔ محترم چوہدری شاہ نواز صاحب جماعت احمدیہ کے مخیر اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے احباب میں سے تھے۔ آپ کو روسی زبان میں ترجمہ وطباعت قرآن کریم کا سارا خرچ ادا کرنے کی بھی توفیق

ملی۔ چنانچہ سیدنا حضرت جماعت احمدیہ (الرابع) اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء کے دوسرے روز ۲۷ر دسمبر کو خطاب کرتے ہوئے محترم چوہدری شاہنواز صاحب کا ذکر یوں فرمایا: ’’روسی زبان میں ہم ابھی تک ترجمہ قرآن شائع نہیں کر سکے تھے۔ اس کے اخراجات بھی بہت زیادہ اٹھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے محترم چوہدری شاہ نواز صاحب کے دل میں یہ تحریک ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ وہ روسی زبان میں ترجمہ ونظر ثانی کے سارے اخراجات ادا کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں مزید نیکی کی توفیق دی۔ ایک نیکی دوسری نیکی کو جنم دیتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں روسی زبان میں قرآن کریم کی طباعت کے بھی سارے اخرات ادا کروں گا۔‘‘ (الفضل ۱۴ر جنوری ۱۹۸۴)

اسی طرح خطاب جلسہ سالانہ لندن ۱۹۸۷ء کے موقع پر بھی فرمایا: ’’مکرم چوہدری شاہ نواز صاحب کو رشین قرآن کریم کا خرچ پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔‘‘ حضور نے مزید فرمایا: ’’جاپانی زبان کے متعلق چوہدری شاہ نواز صاحب کے بچوں نے اپنے باپ کے علاوہ یہ پیش کش کی ہے اور اس سلسلے میں بہت سی رقم جمع بھی کروا چکے ہیں۔‘‘ (ضمیمہ قادیانی ’’خالد‘‘ ۱ اکتوبر ۱۹۸۷ء ص ۶ کالم ۲)

شیزان انٹرنیشنل نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور قادیانی بنانے کے لئے روس اور جاپانی زبان میں قرآن کریم کے تحریف شدہ تراجم چھاپ کر تقسیم کئے۔ قادیانی تراجم میں عقیدہ ختم نبوت کو جھٹلایا جاتا ہے اور سلسلہ نبوت کو جاری ثابت کیا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ مانا جاتا ہے اور قرآنی آیات مقدسہ کو مرزا قادیانی سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس کے مرتد ساتھیوں کو ’’صحابہ رسول‘‘ اور ’’اہل بیت‘‘ کا نام دیا جاتا ہے اور اس کی بیہودہ بیویوں کو امہات المومنین کا نام دیا جاتا ہے۔

شاہنواز کے مرنے پر شیزان انٹرنیشنل نے قومی اخبارات میں جو اشتہار شائع کروایا۔ اس کا متن ملاحظہ فرمائیں: ’’انتقال پر ملال: پاکستان کے ممتاز صنعتکار اور بزنس مین چودھری شاہ نواز چیئرمین شاہنواز گروپ ۲۳ر مارچ ۱۹۹۰ء کو رات کو انتقال کر گئے۔ ان کی عمر بیاسی سال تھی۔ وہ اپنے چھوٹے صاحبزادے مسٹر منیر نواز چیئرمین شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ کی رہائش گاہ واقع 15/295 سرور روڈ لاہور کینٹ میں قیام پذیر تھے۔ ان کا جنازہ ۲۵ر مارچ کو ربوہ لے جایا گیا۔ جہاں انہیں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مرحوم چودھری شاہنواز ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اپنی عملی زندگی کا آغاز وکیل کی حیثیت سے کیا اور بعد میں کاروبار کی طرف متوجہ ہو گئے۔ انہوں نے شاہنواز گروپ کے نام سے ایک گروپ آف انڈسٹریز قائم کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے اندرون ملک اور بیرون ملک شیزان ریستوران قائم کئے۔ مرحوم چودھری شاہنواز نے شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ کے زیر اہتمام پھلوں کے رس کو بوتلوں میں بند کر کے پاکستان میں متعارف کرایا۔ انہوں نے اپنے پیچھے دو صاحبزادے مسٹر محمود نواز اور مسٹر منیر نواز دو صاحبزادیاں مسز محمد خالد اور مسز محمد نعیم کے علاوہ سینکڑوں کارکن سوگوار چھوڑے ہیں۔‘‘

(نوائے وقت مورخہ ۲۶ر مارچ ۱۹۹۰ء)

شاہنواز کے مرنے کے بعد اس کی قادیانی فیملی شیزان انٹرنیشنل کو چلا رہی ہے اور اسی انداز سے چلا رہی

ہے جو شاہنواز نے اپنی زندگی میں اپنایا تھا۔ یہ فیملی بھی قادیانی جماعت کے لئے مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے اور قادیانیت کے فروغ کے لئے تن من دھن قربان کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتی ہے اور اسی طرح قادیانی رسائل، اخبارات میں اشتہارات اور مالی منصوبوں میں تعاون جاری رکھے ہوئے ہے۔ شیزان انٹرنیشنل کے موجودہ مالکان، حصہ داران کے نام یوں ہیں۔ شاہنواز کا بیٹا محمود نواز اور منیر نواز اور ان کی بیویاں بشریٰ محمود نواز اور عابدہ منیر نواز۔ شاہنواز کی بیٹی امت الحی اور اس کا شوہر چوہدری محمد خالد۔ شاہنواز کی دوسری بیٹی امت الباری نعیم اور اس کا شوہر محمد نعیم اور سیفی چوہدری قادیانی۔ یہ سب پکے قادیانی ہیں۔ قادیانی ادارے آج بھی اس ہتھیار کو استعمال کر رہے ہیں کہ اپنے ساتھ ایک آدھ بے غیرت، غدار اسلام مسلمان کو چند فیصد اپنا حصہ دار بنا کر پروپیگنڈا کریں کہ قادیانی ادارہ مسلمانوں نے خرید لیا ہے۔ کیونکہ بہت سے سادہ لوح حضرات اس دھوکے میں آ جاتے ہیں۔ شاہنواز کی اس قادیانی فیملی کے ساتھ مسلمان ہونے کا دعویدار لاہور کا محمد خالد شیزان انٹرنیشنل میں معمولی شیئرز ہولڈر ہے۔ محمد خالد شیزان انٹرنیشنل اور پوری دنیا کے شیزان ریسٹوران کو مسلمانوں کی ملکیت ثابت کرنے کے لئے دن رات کوشاں ہیں اور اس کام کے لئے قومی اخبارات اور دوسرے ذرائع استعمال کر رہے ہیں۔

شاہنواز کی فیملی کے کل شیئرز 1589156 ہیں۔ جبکہ محمد خالد کے شیئرز کی تعداد 2700 اور اس کی بیوی کے شیئرز کی تعداد 600 ہے۔ سیفی چوہدری قادیانی جو کہ شیزان انٹرنیشنل کا چیف ایگزیکٹو تھا۔ اس کی جگہ محمد خالد کو چیف ایگزیکٹو بنا کر مسلمانوں کو دھوکہ دینے والی مہم کو دوبارہ تیز کر دیا گیا ہے۔ مسلمانوں میں ڈین فیکسی والی فیملی اور محمد خالد جیسے غداروں کی وجہ سے ۳۸ سال سے یہ پروپیگنڈا جاری ہے کہ شیزان مسلمانوں نے خرید لی ہے۔ حالانکہ یہ شاہنواز کی فیملی کی ملکیت ہے۔ ایسے مسلمانوں کے بارے میں شریعت اسلامیہ کہتی ہے کہ یہ لوگ فاسق، گمراہ، ظالم اور مستحق عذاب الیم ہیں۔ مسلمان اچھی طرح جانتے ہیں کہ کسی کافر کی شراب کی فیکٹری میں اگر کوئی مسلمان ایک فیصد کا حصہ دار ہو گیا تو وہ شراب جائز نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمان سور کے گوشت کی فروخت میں چند فیصد کا حصہ دار ہو جائے تو اس کا مسلمان ہونا سور کے گوشت اور اس کو فروخت کرنے کے عمل کو جائز اور حلال نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اگر کوئی بدنصیب مسلمان شراب خانہ کے باہر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے حدیث شریف لکھ کر لگا دے تو وہاں کی شراب جائز نہیں ہوگی۔ آپ علیحدہ کام کریں اور دنیا مفاد کی خاطر اپنی مسلمانی اور غیرت ایمانی کو نیلام کرنے سے بچائیں۔ مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت سے تعاون کی بجائے تاجدار ختم نبوت a کے جھنڈے تلے پناہ لیں۔

قادیانیوں کی مصنوعات کی خرید و فروخت کرنے والوں سے گذارش ہے کہ نبی پاک a کا مقام ہمارے ماں باپ، ہماری آل اولاد بلکہ ہماری جان سے بھی زیادہ ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ اگر آج تک ہماری ذات سے شیزان اور دیگر قادیانی اداروں کو کوئی نفع پہنچا ہے تو اس کا ازالہ کریں اور اس کی ایک ہی صورت ہے کہ شیزان اور دیگر قادیانی اداروں کا مکمل بائیکاٹ کریں اور دیگر مسلمانوں کو بھی اس بات پر تیار کریں۔

اے افراد ملت اسلامیہ! آج ہمارے معاشرے میں ڈاکٹر شوگر کے مریض کو میٹھی اشیاء استعمال کرنے سے روکے تو وہ فوراً رک جاتا ہے۔ اگر بلڈ پریشر کے مریض کو نمک استعمال کرنے سے منع کرے تو وہ فوراً منع ہو جاتا

ہے۔اگر دل کے مریض کو سخت کام کاج کرنے سے روکا جائے تو فوراً رک جاتا ہے۔جان کی حفاظت کے لئے تو ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق سب کچھ چھوڑا جاسکتا ہے۔لیکن کیا ایمان کی حفاظت کے لئے شیزان انٹرنیشنل اور دیگر قادیانی اداروں کو نہیں چھوڑا جاسکتا؟۔

اس کے علاوہ شاہ تاج شوگرمل کی تیار کردہ چینی، OCS،ذائقہ بناسپتی گھی، BETA پائپ، شان آٹا، یونیورسل سٹیبلائزر، قائداعظم لاء کالج، یونی شوز وغیرہ بھی قادیانیوں کے ادارے ہیں۔یہ ہرسال قادیانی جماعت کو کروڑوں روپے چندہ دیتے ہیں جو اسلام کے خلاف استعمال ہوتا ہے۔علاوہ ازیں اگر آپ کی نظر میں کوئی دوسری قادیانی کمپنی یا آپ کے شہر میں کوئی دکان ہے تو اس کا بھی بائیکاٹ کیجیے۔یہ آپ کی دینی غیرت وحمیت کا اولین تقاضا ہے۔اگر آپ کی وجہ سے قادیانیوں کو منافع اور فائدہ پہنچ رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں میں مالی طور پر بالواسطہ آپ بھی شامل ہورہے ہیں۔یہ چیز آپ کی آخرت کو برباد کردے گی۔لہٰذا اس سے اجتناب کریں۔تمام مسلمان بھائیوں سے درخواست ہے کہ اگر آپ کے محلّہ یا علاقہ میں کسی دوکاندار نے شیزان انٹرنیشنل کی مصنوعات رکھی ہوں تو اسے مسلسل پیار، خوش اخلاقی، نہایت محبت اور احترام کے ساتھ حضور نبی کریم a کی محبت اور دینی غیرت وحمیت کے واقعات سنا کر شیزان انٹرنیشنل کے بائیکاٹ کے لیے تیار کریں۔اسے قادیانیوں کے کفریہ اور گستاخانہ عقائد سمجھانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتائیں کہ شیزان انٹرنیشنل کے مالکان اس سے حاصل ہونے والی آمدنی کا ایک کثیر حصہ قادیانی فنڈ میں جمع کرواتے ہیں جو مسلمانوں کو مرتد کرنے، تحریف شدہ تفسیر قرآن تقسیم کرنے اور اسلام کو نقصان پہنچانے میں استعمال ہوتا ہے۔آپ کی تھوڑی سی محنت اور توجہ سے دوکاندار شیزان انٹرنیشنل کا بائیکاٹ شروع کردے گا۔انشاءاللہ!

ہمارے بعض مسلمان بھائی شیزان انٹرنیشنل میں کام کرتے ہیں۔جن کا کہنا ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔مگر غیر مسلم قادیانیوں کے ہاں کام کرنے کی اجازت دی جائے۔کیونکہ آج کل روزگار نہیں ملتا۔ شیزان انٹرنیشنل میں کام کرنے والے ہمارے مسلمان بھائیوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ روزی حرام ہے اور قادیانیوں سے بائیکاٹ فرض ہے۔ ان مسلمانوں سے درخواست ہے کہ قادیانیوں سے کاروبار کرنا حرام ہے۔اپنے بچوں کے لئے حلال طریقے سے روزی تلاش کریں جس کے لاکھوں ذرائع ہیں۔پاکستان میں صرف شیزان نہیں۔بلکہ لاکھوں ادارے ہیں۔یاد رکھیے جو شخص حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ a کی عزت وناموس کے لیے گستاخان رسول کے خلاف اپنی ملازمت کی قربانی دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس پر اپنے رزق کے تمام دروازے کھول دے گا۔

آقائے دوجہاں سرورکونین فخر دوعالم سیدالمرسلین خاتم النبیین a کی محبت جو گنہگار سے گنہگار مسلمان کے سینے میں جوش مار رہی ہے کے وسیلے سے ایک ایک مسلمان سے پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ وہ قادیانیوں اور ان کی تمام مصنوعات کا مکمل طور پر بائیکاٹ کریں۔ان سے ہر قسم کے تعلقات کو ختم کریں اور ان کے ساتھ تعلقات کو ختم کرنے کے لئے اپنے دل کو غیرت دلانے کے لئے اس جملے کو پڑھ لیا کریں:

اے مسلمان جب تو کسی قادیانی سے ملتا ہے   تو گنبد خضریٰ میں دل مصطفیٰؐ دکھتا ہے

آہ! جناب حاجی فیاض حسنؒ سجاد بھی چل بسے!

مولانا محمد یونس ندیم!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے روح رواں جناب حاجی فیاض حسن سجاد مرحوم ۶ رجون ۲۰۱۲ء بوقت دس بجے دن دل کا دورہ پڑنے سے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! حاجی فیاض حسن سجاد مرحوم چیف رپورٹر روزنامہ جنگ کوئٹہ انتہائی دینی، مذہبی اور تحریکی کارکن تھے۔ وہ ایک نامور صحافی، ایک پرعزم مجاہد، تحفظ ختم نبوت کے سربکف سپاہی، ایک منجھے ہوئے صاحب قلم اور ایک جامع الصفات شخصیت تھے۔ اپنی چالیس سالہ صحافتی زندگی میں انہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے وہ تاریخ ختم نبوت کا ایک سنہرا باب ہیں۔ تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی پاسداری ان کے رگ و ریشہ اور بال و بن میں رچی ہوئی تھی۔ یوں تو لکھنا پڑھنا ہر صحافی کا پیشہ وارانہ شغل ہوتا ہے لیکن حاجی صاحب مرحوم کے لکھنے پڑھنے کی ضرورت تحفظ ختم نبوت کے لئے تھا۔ ان کی تمام تر مذہبی تحریرات میں عقیدہ ختم نبوت ایک محوری اور بنیادی نقطے کی حیثیت رکھتا تھا۔ حاجی فیاض حسن سجاد مرحوم بلوچستان میں کراچی کے مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کے ہم پلہ سمجھے جاتے تھے اور مذکورہ دونوں افراد میں حیرت انگیز طور پر فکری اور تحریکی مماثلت موجود تھی۔ حاجی فیاض حسن سجاد مرحوم بلاشک وشبہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔

مرحوم پیدائشی طور پر دیانتداری کا ایک مجسم تھے۔ ان کا جینا مرنا، ان کی تحریر وتقریر ان کی فکر ونظر، ان کا سلام کلام سب کچھ ختم نبوت کے لئے تھا۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے رگ و ریشے میں رچی بسی تھی۔ اس حوالے سے وہ تحریک ختم نبوت کے ایک پرعزم اور سرگرم رکن تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ ملتان، مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد کراچی نے شرکت کی۔ نماز جنازہ کی امامت کے فرائض مولانا شجاع آبادی نے سرانجام دیئے۔ اوستہ محمد سے مولانا محمد عالم، تونسہ شریف سے مولانا عبدالعزیز لاشاری، فیصل آباد سے مولانا ضیاء الدین آزاد تشریف لائے اور مرحوم کی نماز جنازہ میں شرکت کو سعادت سمجھا۔ اس کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کی تمام تر قیادت وارا کین نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ اپنی پیرانہ سالی کے باوجود مرحوم کی تعزیت کے لئے کوئٹہ تشریف لائے اور مرحوم کے صاحبزادگان سلمان فیاض، عثمان فیاض، ارسلان شام فیاض سے تعزیت کی اور ان کے سر پر دست شفقت رکھا اور دعا فرمائی کہ اللہ رب العزت مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے۔ آمین! حضرت نے پسماندگان کے لئے صبر وجمیل کی دعا فرمائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جملہ اراکین مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ آمین!

ستائیسویں سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس برمنگھم!

ادارہ!

پہلی نشست

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۴ رجون ۲۰۱۲ء بروز اتوار سینٹرل مسجد برمنگھم میں ستائیسویں سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ پہلی نشست میں اپنے صدارتی خطاب میں امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ نے کہا کہ منکرین ختم نبوت نے مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا مقتدا اور نبی مان کر حضور اکرم a سے اپنا رشتہ ختم کرلیا ہے۔ وہ اسلام کے بھی باغی ہیں اور رسول اللہ a کے بھی باغی ہیں۔ انہوں نے خود اپنا راستہ مسلمانوں سے علیحدہ کرلیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ خاص مسلم اکثریتی اور اسلامی ممالک میں بھی آج مسلمان کو مسلمان رہنے کے لئے سخت محنت اور قربانی کی ضرورت ہے اور آپ لوگ تو ایسے ملک میں رہتے ہیں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اور پھر ان ممالک میں مسلمانوں سے متعلق اچھے جذبات نہیں پائے جاتے۔ مسلمان ہمیشہ مخالف پروپیگنڈا کا شکار رہتے ہیں اور غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کی وجہ سے ایک آزمائش میں ہیں اور مشکل زندگی گزار رہے ہیں۔ وہاں اپنے تشخص کو برقرار رکھنے اور اپنی نسل کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت کے لئے تو بہت زیادہ محنت اور جانفشانی کی ضرورت ہے۔ اس لئے علماء سے اپنا تعلق جوڑیں اور اپنے اور اپنی نسلوں کے ایمان وعقیدہ کے تحفظ کے لئے بھرپور محنت کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری غفلت اور بے توجہی سے ہم اپنا دینی تشخص بھی کھو بیٹھیں۔

کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خالص دینی اور مذہبی تنظیم ہے جس کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ مجلس اسلامی سرحدوں کی حفاظت کا فریضہ انجام دی رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم a کے سر پر ختم نبوت کا تاج سجایا اور آپ کو تمام انبیاء کا سردار بنایا اور آپ پر قصر نبوت کی تکمیل فرمادی جو بھی آپ کے اس اعزاز کو چھیننے اور آپ کی ختم نبوت پر ڈاکا ڈالنے کی کوشش کرے گا۔ ہم اسے ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم منکرین ختم نبوت سے بھی کہتے ہیں کہ وہ سو سال سے زیادہ تاویل در تاویل کے چکر میں پھنسے ہوئے ہیں۔ وہ اسلام کی صحیح تعلیمات کا مطالعہ کریں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو چھوڑ کر آنحضرت a کے دامن سے وابستہ ہوجائیں۔

جمعیت علماء ہند کے راہنما مولانا محمود احمد مدنی نے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ قرآن کریم کا بیان کردہ عقیدہ ہے جو آپ a کے علوم کے امین و وارث صحابہ کرامؓ نے آگے امت تک پہنچایا اور اس عقیدہ کی حفاظت کرکے امت کو درس دیا کہ اس عقیدہ کی حفاظت جان ومال کی حفاظت سے زیادہ ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان غیر مسلم ممالک میں اپنے بچوں اور اولاد کی دینی تربیت کرنا ضروری ہے اور اس کی ایک ہی صورت ہے کہ یہاں مسلمان

مدارس قائم کریں، اسلامی اسکول قائم کریں اور اپنے بچوں کو دینی ماحول دیں۔ تاکہ یہاں کے مادر پدر آزاد ماحول سے ان کو بچایا جاسکے۔

اقرأ روضۃ الاطفال کے ڈائریکٹر اور ختم نبوت کے راہنما مفتی خالد محمود نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام امن و آشتی کا مذہب ہے۔ اسلامی حکومت اپنے ذمی شہریوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کی ضامن ہوتی ہے۔ اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام تو بدامنی اور دہشت گردی کو انسانی فلاح و سکون کے لئے زہر قاتل قرار دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نجات کا مدار حضور اکرم a پر ایمان لانا اور آپ کے لائے ہوئے دین کو ماننا ہے اور یہ عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان کی صورت میں ہی ممکن ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر خدانخواستہ بفرض محال یہ تسلیم کرلیا جائے کہ آپ a کے بعد بھی کوئی نبی آسکتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ اب مدار نجات آنحضرت a کی ذات نہیں۔ بلکہ اس دوسرے نبی پر ایمان لانے سے نجات ہوگی تو قادیانیت نے نئی نبوت کا جھگڑا کر کے دراصل مسلمانوں کے مرکز وفاداری کو بدلنے کی کوشش ہے اور ان کا عقیدت و محبت کا رشتہ حضور اکرم a سے کاٹ کر مرزا غلام احمد قادیانی سے جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ مکہ و مدینہ کی چھاتیوں کو خشک قرار دے کر قادیان کو دین کا مرکز اور عقیدت کا محور بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے ناظم اعلیٰ مفتی ظفر اقبال نے کہا کہ دین دشمن طاقتوں نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ مسلمان انتشار و خلفشار کا شکار رہیں۔ علماء کرام کے اختلافات کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔ میں تمام علماء کرام خصوصاً دیوبندی مکتبہ فکر کے علماء سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ آپس کے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر متحد ہوکر کام کریں اور ایک مضبوط قوت بن کر دین کی محنت و کوششوں کو بروئے کار لائیں۔

مولانا خلیل الرحمٰن نے کہا کہ فتنہ قادیانیت ہندوستان میں پیدا ہوا اور پاکستان میں پروان چڑھا۔ اس لئے پاکستان کے علماء کرام اس فتنہ کی تکنیک سے زیادہ واقف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے علماء کرام یہاں آکر ہمیں اور برطانیہ کے مسلمانوں کو اس فتنہ سے آگاہ کرتے ہیں۔

ختم نبوت یوکے کے راہنما مفتی سہیل احمد نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے دعوؤں کے ذریعہ جہاں مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی۔ وہاں مسلمانوں کو تقسیم کرنے کی بھی کوشش کی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ان دعوؤں کے ذریعہ اپنی راہ مسلمانوں سے جدا کرلی ہے۔ اب ان کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔

ختم نبوت انگلینڈ کے مبلغ مفتی محمود الحسن نے کہا کہ قادیانی اپنی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹ کر غیر مسلموں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب ڈھونگ ہے۔ انہوں نے کہا کہ لوگ قادیانیوں کی چالوں کو سمجھنے لگے ہیں اور اب وہ ان کے دام میں آنے کے لئے تیار نہیں۔

آسٹریلیا سے آئے ہوئے مہمان مقرر شیخ شادی فلسطینی نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ ہم دل و جان سے اس کی حفاظت کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنی اولاد کو دین کے عقائد سمجھانے چاہئیں۔ خصوصاً حضور اکرم a کی محبت و عقیدت ان کے دلوں میں بٹھانی چاہئے کہ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں کامیابی آپ a کے طریقہ سے وابستہ ہے۔

کانفرنس کا آغاز قاری قمرالزماں کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جبکہ ہدیہ نعت پاکستان کے مشہور نعت خوان حافظ ابوبکر حیدری اور قاری عزیز الرحمن شاہ نے پیش کیں۔ کانفرنس کی اس نشست سے قاری فیض اللہ چترالی، قاری عبدالرزاق رحیمی، حافظ محمد اقبال، مولانا امداد اللہ قاسمی، مولانا اسماعیل رشیدی، قاری تصورالحق، مفتی محمد اسلم اور دیگر علماء کرام نے بھی خطاب کیا۔

دوسری نشست

عقیدہ ختم نبوت نے پوری امت مسلمہ کو متحد کر دیا ہے اور انہیں وحدت کی لڑی میں پرو دیا ہے۔ اس عقیدہ نے ہمیں ایک ایسے مضبوط رشتہ میں منسلک کر دیا ہے جسے زمینی حدود و قیود، زبان ورنگ اور نسل وتہذیب کی تفریق ختم نہیں کر سکتی۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد نے کانفرنس کی دوسری نشست سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کسی خاص جماعت یا کسی خاص طبقہ کی ذمہ داری نہیں بلکہ اس کی حفاظت کرنا تمام مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ اور یورپ کے امیر حافظ محمد تکین نے کہا کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔ وہ ہمیشہ امن وسلامتی کا درس دیتا ہے اور جھگڑے فساد سے روکتا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اسلام کی سدا بہار تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ سلامتی کا راستہ اختیار کیا ہے۔ ہاں جب بھی کسی نے مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالا اور اپنے باطل نظریات وعقائد کو دجل وتلبیس سے مسلمانوں میں پھیلانا چاہا تو ہم نے دلائل کی بنیاد پر ان مغالطوں کو دور کرنے کی کوشش کی ہے اور ہمیشہ دلیل سے اپنی بات سمجھائی ہے۔

کانفرنس سے خطاب کرتے علامہ ڈاکٹر خالد محمود نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اجرائے نبوت کا عقیدہ پیش کر کے امت مسلمہ میں انتشار وخلفشار پیدا کیا ہے۔ فتنہ قادیانیت کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں کو باہمی اختلافات اور غلط فہمیوں کو فراموش کر کے اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ آج کا دور امت مسلمہ کے لئے بڑے فتنوں کا دور ہے۔ لیکن آج کا سب سے بڑا المیہ پورے اسلامی معاشرہ پر مغربی تہذیب کی یلغار ہے۔ نئی نسل کے دماغ کو بے دینی کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ دین اسلام اور اسلاف سے نفرت وبیزاری پیدا کرنے کے لئے ان کے ذہنوں میں طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا کئے جارہے ہیں۔ تہذیب جدید کے متوالے یہود ونصاریٰ اور غیروں کی نقالی اور ان کی تہذیب وتمدن کو اپنانے میں اپنے لئے فخر محسوس کر رہے ہیں۔

مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی نے کہا کہ حضور اکرم a سے محبت وعقیدت عین ایمان ہے۔ اگر کسی کے دل میں آپ کی محبت نہیں تو اس کے ایمان پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے کہا کہ محبت رسول کا تقاضا ہے کہ ہم آپ کی سیرت وصورت کو اپنائیں۔ آپ کے طریقہ پر چلیں۔ آپ کے دوستوں سے محبت کریں اور آپ کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھیں۔ ناروے سے آئے ہوئے مہمان مولانا مفتی طارق عثمان نے کہا کہ قادیانی حضرات ان ملکوں میں آنے والے نئے مسلمان نوجوانوں کو گھیرنے اور انہیں گمراہ کر کے اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن

الحمدللہ! علماء کی محنت اور صحیح راہنمائی کی وجہ سے انہیں اپنے مذموم مقاصد میں کامیابی نہیں ہوتی۔ علماء کرام ہر میدان میں دین کی صحیح تصویر اور اس کی اصل تعلیمات سے عوام الناس کو آگاہ کرتے ہیں۔ اس لئے یورپ کے مسلمانوں کو خصوصیت سے چاہئے کہ وہ علماء سے جڑے رہیں۔ ان سے ہمیشہ رابطہ رکھیں۔ اس لئے کہ جو لوگ علماء سے رابطہ نہیں رکھتے مسلمانوں کی اجتماعیت سے علیحدہ ہوتے ہیں۔ وہ شیطان کا جلد شکار ہو جاتے ہیں۔

مولانا محمد ابراہیم بریڈفورڈ نے اپنے خطاب میں کہا کہ قادیانیت کا فتنہ بہت بڑا فتنہ ہے۔ کیونکہ یہ دجل سے کام لیتا ہے اور مسلمانوں میں گھس کر اسلام اور مسلمان کے نام سے فتنہ پھیلاتا ہے۔ ان کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے شراب کی بوتل پر زمزم کا لیبل لگا کر اسے فروخت کیا جائے۔ اس وجہ سے اس فتنہ کی سنگینی بہت بڑھ جاتی ہے۔

بنگلہ دیش کے مہمان مقرر مولانا فرید مسعود نے کہا کہ اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔ اس دین کے بعد اب کسی اور دین کی ضرورت نہیں۔ حضور اکرم a سے وابستہ ہوجانے کے بعد اب کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ ڈنکاسٹر کے مولانا ابوبکر نے کہا کہ قادیانیوں نے حضور اکرم a کے آستانے سے ہٹانے کے لئے اپنی نبوت کا شوشہ چھوڑا اور مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے خودساختہ الہامات کے ذریعہ ایک نیا دین پیش کیا قادیانی بظاہر اسلام کا مقدس نام لیتے ہیں۔ مگر اس میں سراسر کفر پوشیدہ ہے۔ قادیانیت استعمار کا خودکاشتہ ایسا خاردار پودا ہے جس میں الجھ کر امت کا اتحاد تار تار ہو چکا ہے۔

بیلجیئم کے مولانا عبدالحمید نے کہا کہ چودہ سو سال سے کئی افراد نے نبوت کے دعوے کئے۔ مگر اپنے برے انجام سے دوچار ہوئے۔ امت نے کسی جھوٹے مدعی نبوت کو تسلیم نہیں کیا۔ لندن کے شیخ ممتاز الحق نے کہا کہ نبوت کی ابتداءً حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور آنحضرت a پر آکر ختم ہوگئی۔ ظلی، بروزی کے لاحقے، سابقے دجل اور فریب ہیں، سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کوشش ہے۔ مولانا مفتی وقاص نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت میں امت کی وحدت کا راز پوشیدہ ہے اور اس امت کی بقا کا ضامن ہے اگر یہ عقیدہ درمیان سے نکل جائے تو امت امت نہ رہے گی بلکہ نبوتوں کے دعوؤں سے امتیں جنم لیں گی۔ باٹلی کے مولانا محمد ایوب سورتی نے کہا کہ جب حضور اکرم a کی عزت و ناموس کا مسئلہ آتا ہے تو پوری امت اس کی حفاظت کے لئے ایک جان ہوتی ہے اور اس کے لئے اپنا تن من دھن اور اپنی اولاد قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔

کانفرنس کی اس نشست سے مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا اسلام علی شاہ، پیر محمد انور، حافظ اظہر اور دیگر علماء کرام نے بھی خطاب کیا۔ سینٹرل مسجد برمنگھم کے خطیب مولانا محمد اسماعیل رشیدی نے مختلف شہروں اور ممالک سے آنے والے علماء و مشائخ اور شرکائے کانفرنس کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور عظیم الشان کانفرنس کو کامیاب بنانے پر مبارکباد پیش کی۔

دوسری نشست کی صدارت مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد نے کی۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت قاری افضال نے حاصل کی۔ جبکہ ابرار شاہ نے بارگاہ رسالت مآب a میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب کی دعا پر کانفرنس کا اختتام ہوا۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

حیدرآباد میں ردقادیانیت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام دفتر ختم نبوت آٹو بھان روڈ میں یکم،۲ اور ۳ جون کو تین روزہ ردقادیانیت کورس زیرنگرانی مولانا عبدالسلام قریشی منعقد ہوا۔ یکم جون بعد نماز مغرب افتتاحی بیان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپورخاص کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی کا ہوا جس میں انہوں نے کورس کی غرض وغایت اور اہمیت بیان کی۔ دوسرا بیان مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ہوا جس میں انہوں نے اوصاف نبوت پر گفتگو کی اور مرزاقادیانی کے کذاب ودجال ہونے کے پندرہ دلائل بیان کئے۔ مہمان خصوصی قاری منظور الحق تھے۔ کورس رات گئے تک جاری رہا۔ ۲رجون کو افتتاحی بیان مولانا توصیف احمد کا ہوا۔ جبکہ مولانا شجاع آبادی رفع ونزول مسیح علیہ السلام قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کیا۔ آخر میں سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ ۳رجون کو مولانا محمد علی صدیقی نے امام مہدی علیہ الرضوان پر گفتگو کی۔ جبکہ مولانا شجاع آبادی نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، قرآن، احادیث نبویہ، اجماع امت اور قیاس کی روشنی میں پر لیکچر دیا۔ مہمان خصوصی مولانا سیف الرحمن آرائیں تھے۔ ان کا آخری مختصر بیان بھی ہوا۔ دعا مولانا عبدالسلام قریشی نے کی۔ کورس میں ایک سو سے زائد علماء کرام، عصری تعلیمی اداروں کے طلبہ نے شرکت کی۔

گوجرانوالہ میں ردقادیانیت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۹،۱۰،۱۱رجون جامع مسجد حنفیہ کلرآبادی عالم چوک گوجرانوالہ میں سہ روزہ ردقادیانیت کورس منعقد ہوا۔ کورس کا دورانیہ مغرب سے عشاء تھا۔ کورس کا افتتاح مولانا زاہد الراشدی مدظلہ کے افتتاحی کلمات سے ہوا۔ مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکہ، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا عزیز الرحمن ثانی لاہور، مولانا محمد عارف شامی گوجرانوالہ نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور فضیلت حیات اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ الرضوان، مرزاقادیانی کے دعاوی باطلہ پر لیکچر دیئے۔ اختتامی کلمات مجلس گوجرانوالہ کے امیر مولانا محمد اشرف مجددی نے سرانجام دیئے۔ جبکہ میزبانی کے فرائض مولانا حافظ فضل الرحمن اور حاکم علی نے سرانجام دیئے۔

مدرسہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ میں ختم بخاری کی تقریب

۲۰رمئی بروز اتوار عالمی مرکز رشد وہدایت خانقاہ سراجیہ کندیاں کی ایک پروقار تقریب اختتام بخاری شریف حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ کی زیرنگرانی منعقد ہوئی۔ اس تقریب سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ، مولانا محمد یٰسین صابر اور مفتی محمد طاہر مسعود کے ہوئے۔ نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ اپنے تمام بھائیوں سمیت اس تقریب اختتام بخاری کے روح رواں رہے۔ پروگرام کے سٹیج سیکرٹری مولانا محمد علی صدیقی تھے۔ مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ نے پروگرام

سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بخاری شریف احادیث رسول اللہ a کا مجموعہ ہے اور وہ لوگ خوش نصیب ہیں جو اس کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ مولانا لدھیانوی مدظلہ نے مزید ایک بات کی وضاحت فرمائی کہ یہ پروگرام خانقاہ کا حصہ نہیں۔ ہماری خانقاہ سراجیہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے طریقہ کار پر کاربند ہے۔ یہاں خانقاہی کوئی اجتماع نہیں ہوتا۔ بس صرف ختم خواجگان اور ذکر واذکار ہوتا ہے اور اسی سے اس کی اصلاح کی جاتی ہے۔ یہ پروگرام مدرسہ کا حصہ ہے جو خانقاہ کا ایک اہم جزو ہے اور مدارس میں ایسے پروگرام ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد یٰسین نے آخری حدیث مبارک بخاری شریف کا درس دیا۔ مولانا مفتی محمد طاہر مسعود نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تمام ادیان باطلہ کا مقابلہ کرنا ہے اور اس سلسلہ میں آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام چناب نگر میں ہونے والے شعبان المعظم میں ختم نبوت کورس میں شریک ہوں۔

تین روزہ تربیتی ختم نبوت کورس کوٹ ادو

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامع مسجد اللہ والی کوٹ ادو میں تین روزہ تربیتی ختم نبوت کورس منعقد کیا گیا۔ بتاریخ ۱۰، ۱۱، ۱۲؍رجب بروز ہفتہ، اتوار اور پیر روزانہ پہلی نشست بعد نماز مغرب شروع ہوتی اور نماز عشاء تک جاری رہتی اور پھر دوسری نشست بعد نماز عشاء شروع ہوتی اور تقریباً دو گھنٹہ تک جاری رہتی۔ پہلے دن مولانا غلام حسین جھنگ سے تشریف لائے اور دونوں نشستیں انہوں نے پڑھائیں۔ جبکہ دوسرے دن کی پہلی نشست میں مولانا عبدالستار حیدری لیہ سے تشریف لائے اور انہوں نے سبق پڑھایا اور دوسری نشست میں مولانا منیر احمد نعمانی آف علی پور نے بیان فرمایا۔ تیسرے دن کی پہلی نشست میں مولانا محمد ادریس، مولانا مفتی زین العابدین، مولانا قاضی عبدالخالق نے بیان فرمایا اور آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما، حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے دو گھنٹے بیان فرمایا۔ جماعت ختم نبوت کے ضلعی مبلغ مولانا قاضی عبدالخالق نے مسجد کی انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا اور بھائی محمد خالد انصاری، شیخ عابد، عطاء اللہ، خالد محمود، محمد اسلم، محمد عمران، فاروق، ناصر چمن، شیخ انتظار اور خادم مسجد قاری طاہر کا بھی شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے کورس کو کامیاب بنانے میں محنت کی۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہیں

ناموس رسالت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ تمام امت کا متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے کہ حضور a اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ a کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا اور اس کے پیروکار دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے گڈو واپڈا کالونی کی جامع مسجد محمدی کے جمعہ کے اجتماعات میں بیان کرتے ہوئے کیا۔

مولانا عزیز الرحمن جالندھری کا دورہ

حضرت اقدس ناظم اعلیٰ صاحب مدظلہ کا تبلیغی وتنظیمی دورہ پر راولپنڈی، اسلام آباد تشریف لائے۔ جامع مسجد مولانا محمد رمضان علویؒ آکال گڑھ میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اللہ تعالیٰ افراد کا انتخاب فرماتے ہیں۔ حضرات صحابہ کرامؓ امت کا خاصہ ہیں۔ ان سے بغض وعناد خالص کفر

ہے۔ نیز فرمایا ہمارے اکابرین نے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اپنی سعادت سمجھ کر کیا۔ ہمیں بھی اس میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ ہم محض اس کی توفیق سے کام کر رہے ہیں۔ بعد ازاں اسلام آباد دفتر تشریف لائے اور بعد نماز مغرب جامعہ فریدیہ میں طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے علماء دیوبند کو تمام مذاہب باطلہ کے خلاف منتخب فرمایا۔ الحمدللہ! ہمارے اکابر علم تقویٰ طہارت، دیانت کے اعلیٰ نمونہ تھے۔ حضرت ناظم اعلیٰ صاحب کے ساتھ اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد طیب فاروقی رہے۔

تقریری مقابلہ

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام طلبہ کی بزم ختم نبوت کا دوسرا سالانہ عظیم الشان تقریری مقابلہ ہوا جس کی سرپرستی حضرت مولانا غلام مصطفیٰ مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر اور صدارت حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی نے فرمائی۔ تقریری مقابلہ میں تین موضوع رکھے گئے۔ ۱...... عقیدہ ختم نبوت قرآن وحدیث واقوال سلف کی روشنی میں۔ ۲...... تحفظ ختم نبوت میں سلف وصالحین وعلماء کا کردار۔ ۳...... جھوٹے مدعیان نبوت وگستاخان رسول کی شرعی سزا۔ تقریری مقابلہ میں تین منصف اور جج حضرات منتخب کئے گئے تھے۔ ۱...... مولانا عزیز الرحمن ثانی۔ ۲...... صاحبزادہ مبشر محمود۔ ۳...... مفتی محمد فیصل۔ جبکہ مقابلہ میں پندرہ طالب علم درجہ متوسطہ سوم سے لے کر درجہ خامسہ تک کے شریک ہوئے اور الحمدللہ موضوعات ثلاثہ مذکورہ بالا پر تمام شرکاء نے نہایت شاندار جامع گفتگو کی۔ اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ کو مجلس کی طرف سے مجلس کی مطبوعہ کتب کا منتخب اعزازی انعام دیا گیا۔

پھلرواں میں مولانا محمد خالد عابد کے بیانات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کی طرف سے حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے سرزمین پھلروان میں عقیدہ ختم نبوت کے پرچار اور امتناع قادیانیت کے لئے مولانا خالد عابد مبلغ ختم نبوت کو بھیجا جنہوں نے قصبہ پھلروان کی تقریباً آٹھ مساجد میں تبلیغ فرمائے اور لوگوں کے سامنے عقیدہ ختم نبوت کو قرآن وسنت کے واضح اور روشن دلائل سے ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی ضرورت واہمیت اور فتنہ قادیانیت کے دجل وفریب کی قلعی کھولی اور اس شیطانی گروہ کی مصنوعات مثلاً شیزان، ذائقہ گھی، اوسی ایس کوریئر سروس وغیرہ کے مکمل بائیکاٹ پر زور دیا۔

مسلمان قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں

لندن: اسلام ایک کامل اور مکمل دین ہے۔ اس کی تعلیمات قیامت تک باقی رہیں گی۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اسلام کی ابدی تعلیمات کو سیکھیں اور ان پر عمل کریں۔ خصوصاً برطانیہ، یورپ اور دیگر غیر مسلم ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عمل، اپنے حسن کردار اور اپنے اخلاق حسنہ کے ذریعے اسلام کی تعلیمات پھیلائیں اور غیر مسلموں کے سامنے اسلام کی عملی تصویر پیش کریں۔ ہم اپنے عمل اور اخلاق سے ہی دوسروں کو متاثر کر سکتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے استقبال کے لئے آنے والے وفد کے سامنے کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانوں کا اتفاقی عقیدہ ہے جو قرآن وسنت سے ثابت ہے اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے۔ ختم نبوت پر ایمان رکھنا ہر

مسلمان کا فرض ہے۔اس کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔انہوں نے مزید کہا کہ اسلام امن کا درس دیتا ہے۔ اس کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔آج مسلمانوں اور اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ ۱۵رجون جمعہ کی شام کو کراچی سے لندن پہنچے۔مولانا مفتی ظفر اقبال، مفتی خالد محمود، قاری فیض اللہ چترالی بھی ان کے ہمراہ تھے۔حضرت امیر مرکزیہ کا انگلینڈ کا یہ دورہ ستائیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے سلسلہ میں ہے جو ۲۴رجون بروز اتوار کو برمنگھم میں منعقد ہوگی۔حضرت امیر مرکزیہ نے اس موقع پر کہا کہ امید ہے کہ مسلمانان برطانیہ اس کانفرنس کو کامیاب بنائیں گے اور انشاء اللہ یہ کانفرنس یورپ اور برطانیہ کے سامنے اسلام کے اصلی چہرہ کو متعارف کرانے میں اہم سنگ میل ثابت ہوگی۔ختم نبوت کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے مولانا عزیز احمد مدظلہ نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی اس سے قبل انگلینڈ پہنچ چکے ہیں اور مختلف شہروں میں ان کے دورے جاری ہیں۔

منکرین ختم نبوت کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں

لندن: عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی روح کی حیثیت رکھتا ہے۔یہ دین اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے جس کے بغیر کوئی نیک عمل قابل قبول نہیں۔منکرین ختم نبوت اللہ تعالیٰ کے سچے اور آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ a سے اپنا رشتہ توڑ کر مرزا غلام احمد قادیانی سے جوڑتے ہیں۔ان خیالات کا اظہار مفتی خالد محمود نے بعد نماز ظہر جامع مسجد عمر ساؤتھ ہمٹن میں اور بعد نماز مغرب جامع مسجد کنگسٹن میں خطاب کرتے ہوئے کیا۔انہوں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے اسلام کے متوازی مذہب کی بنیاد رکھی ہے۔منکرین ختم نبوت کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔

نوجوانوں کے ایمان کی حفاظت علماء کرام کی ذمہ داری ہے

لندن: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ نے سوانگ زی میں علماء کرام اور معززین کے وفد سے ملاقات میں کہا کہ ہماری دنیا وآخرت کی کامیابی وکامرانی اسلام سے وابستہ ہے۔آنحضرت a کے دامن رحمت سے منسلک رہنے میں ہے۔فتنوں کے اس دور میں بعض فتنہ پرور مسلمانوں کے ایمان کے درپے ہیں۔منکرین ختم نبوت مسلمانوں کو دھوکا اور فریب دے کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔نوجوان نسل کو مختلف حیلوں بہانوں سے گمراہ کردیتے ہیں۔انہوں نے علماء کرام پر زور دیا کہ نوجوانوں کے ایمان کی حفاظت آپ کی ذمہ داری ہے۔اسی طرح نوجوانوں کو بھی چاہئے کہ علماء کرام سے رابطہ میں رہیں۔ان سے رہنمائی حاصل کریں تاکہ ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رہیں۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن مفتی خالد محمود نے نماز ظہر کے بعد جامع مسجد ابوبکر ساؤتھ ہال اور نماز مغرب کے بعد ویمبلڈن مرکزی مسجد میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج کا دور میڈیا کا دور کہلاتا ہے اور میڈیا کی لگام مسلمانوں کی بجائے غیر مسلموں کے ہاتھ میں ہے۔جس کے ذریعہ مسلمانوں خصوصاً ان کی نئی نسل کو اسلام سے برگشتہ کیا جارہا ہے۔اسلام کے مسلمہ عقائد ونظریات کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کر کے مسلمانوں کے نوخیز طبقہ کو گمراہ کیا جارہا ہے۔انہوں نے کہا کہ غیر مسلم ممالک میں رہائش پذیر مسلمان اپنی اولاد کی اسلامی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دیں۔علمائے اسلام کی سرپرستی

میں اسلام کے ضروری عقائد واحکام خود بھی سیکھیں اور اپنے بچوں کو بھی سکھائیں۔ مولانا مفتی سہیل احمد نے معزز مہمان مولانا مفتی خالد محمود کے خطاب کی انگریزی میں ترجمانی کی۔ انہوں نے جامع مسجد ابوبکر کے امام وخطیب مولانا طاہر فیاض اور مرکزی مسجد ویمبلڈن کے امام وخطیب مولانا محمد اویس عبدالباقی اور کمیٹی کا شکریہ ادا کیا کہ ان حضرات کی اجازت وتعاون سے یہ پروگرام منعقد کیا گیا۔ آخر میں علماء کرام نے حاضرین کو ۲۴؍جون کو منعقد ہونے والی برمنگھم کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔

ایک مرتبہ پھر قادیانی سازش ناکام

بستی اوڈاں پیرمحل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں گزشتہ اڑھائی سال سے ایک جگہ جہاں قادیانی مردہ دفن کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ پیرمحل کے علماء کرام خصوصاً مفتی عابد فرید اور مفتی محمد شیراز کی محنت سے بستی والوں نے ساتھ مل کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی جنرل سیکرٹری مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی کو آگاہ کیا۔ رٹ دائر کی گئی اور عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ جب تک عدالت حتمی فیصلہ نہیں کرتی۔ اس وقت تک مرزائی اپنا مردہ دفن نہیں کر سکتے اور مرزائیوں کے لئے حکومت نے متبادل جگہ دی۔ اس کے باوجود اب اس جگہ کا سروے ہونا تھا تو فراڈی جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کے پیروکاروں نے فراڈ کرتے ہوئے ایک قبر نما ڈھیری بنادی۔ تاکہ پتہ چلے ہمارا قبرستان آباد ہے۔ اس سازش سے بستی والوں نے مفتی محمد عابد کو آگاہ کیا۔ انہوں نے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مبلغ مولانا محمد خبیب کو فوراً اطلاع دی۔ جمعہ کے دن مغرب کے بعد بستی کے ڈیرہ پر مشاورتی اجلاس ہوا۔ مفتی عابد فرید اور مولانا محمد خبیب نے مشاورت سے اس کا حل نکالا۔ ہفتہ صبح دس بجے تھانہ صدر کے ایس ایچ او سے وقت طے کر کے ملاقات کی۔ ایس ایچ او اور انتظامیہ نے بھرپور معاونت کی۔ اس قبر نما ڈھیری کو برابر سطح پر کردیا۔ الحمدللہ ایک مرتبہ پھر قادیانی سازش ناکام بنادی گئی۔

خوشخبری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرگرم رکن بھائی عبدالرزاق اور ریاست علی نمبردار اور ضلعی مبلغ خوشاب کی محنتوں کو اللہ رب العزت نے بارآور فرمایا ہے۔ سوا ماہ قبل صدق دل سے کلمہ طیبہ پڑھنے والے...... مرزائی جماعت کے امیر اور خزانچی لیاقت علی پٹواری کے ۸۰سالہ والد محترم جناب گل شیر کھبہ نے ۱۴؍مئی کو قبول اسلام قبول کرنے کا اعلان کردیا۔ صبح کے وقت یہ خبر مرزائیوں پر ایسی گراں گزری کہ جیسے قادیانیت کی صفوں میں صف ماتم بچھ گئی ہو۔ اگلے روز ۱۵؍مئی بروز منگل بوقت چھ بجے شام اس کے بیٹے باقر علی، ستائیس سالہ نوجوان نے قبول اسلام کا اعلان کیا ہے۔

مولانا عبدالحکیم نعمانی اور مولانا عبدالنعیم کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم اور ساہیوال کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی کی والدہ محترمہ ۲۸؍جون ۲۰۱۲ء کو بقضائے الٰہی سے انتقال فرماگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ! قارئین لولاک اور جماعتی ساتھیوں سے اپیل ہے کہ حضرت مولانا کی والدہ محترمہ کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں اور جنت الفردوس عطا فرمائیں۔ ادارہ لولاک پسماندگان اور لواحقین سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

عظمتِ صحابہ واہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین

قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی نظر میں

۱- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم دونوں کی محبت جزوِ ایمان ہے، جو شخص اِس عقیدہ سے متصف نہ ہو وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے۔

۲- میرے دو ہاتھ ہیں ایک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دامن، دوسرے میں اہل بیت رضی اللہ عنہم کا دامن اور میں خود حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔

۳- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم میں سے جس کو جو بھی شرف حاصل ہے وہ سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ہے۔ اس لیے سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سے دیکھو۔

۴- جس جہنم میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا گستاخ جائے گا اُسی میں اہل بیت رضی اللہ عنہم کا گستاخ بھی جائے گا اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کو تو دوہرا شرف حاصل ہے کہ وہ صحابہ بھی ہیں اور اہل بیت بھی۔

۵- صحابہ کرام واہلِ بیت عظام رضی اللہ عنہم سب آپس میں شیر و شکر تھے۔

۶- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم و معارف کے بحرِ بے کنار سے صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم دونوں ہی نے سیرابی حاصل کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضانِ مقدس ان ہی مبارک ہستیوں کے ذریعے سے آگے جاری وساری ہے۔

۷- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم دونوں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دو آنکھیں ہیں۔

۸- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم دونوں ایک دوسرے کے شرف کو پہچانتے، ایک دوسرے کی عظمت کے قائل اور رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کی عملی تصویر تھے۔

۹- جو صحابہ رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے وہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے اور جو اہل بیت رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے کیونکہ صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم ”یک جان دو قالب“ ہیں۔

۱۰- یا اللہ! ہم سب کو محشر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کا ساتھ اور ہمارے بزرگوں کے قدموں میں جگہ عطا فرما۔ آمین یا رب العالمین

ترتیب :

خاکپائے شاہ نفیس الحسینی قدس سرہ

احقر رضوان نفیس

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

تعاون کی اپیل

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، ناموس رسالت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے

عطیات، صدقات اور زکوٰۃ

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو دیجیے

تعارف عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوۃ

☆ حضرت امیر شریعتؒ اور خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ کے ارشادات کی روشنی میں ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے بالاتر ہو کر تبلیغ دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی مذہبی جماعت ہے۔ الحمدللہ!

☆ اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے مجلس کو پاکستان اور بیرون پاکستان قادیانیت کے محاذ پر کامیابی نصیب ہوئی۔

☆ آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قانوناً قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔

☆ یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے رد میں مراکز قائم کیے گئے۔

☆ برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام ...... چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد۔

☆ چناب نگر میں سالانہ ردقادیانیت کورس ...... ملتان میں علماء کے لیے سالانہ سہ ماہی ردقادیانیت کورس۔

☆ قادیانیت کے ہمہ وقت تعاقب کے لیے 40 مبلغین 30 تبلیغی مراکز اور دفاتر 8 شعبہ ہائے تعلیم القرآن۔

☆ چناب نگر شعبہ کتب ...... شعبہ میٹرک ...... ماہنامہ لولاک ملتان ...... ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔

☆ تحفہ قادیانیت 6 جلدیں ...... احتساب قادیانیت 44 جلدیں ...... دیگر ردقادیانیت پر اہم کتب شائع شدہ۔

☆ اردو، انگریزی، عربی میں ردقادیانیت پر فری لٹریچر

☆ انٹرنیٹ پر ماہنامہ لولاک ...... ہفت روزہ ختم نبوت ...... اور دیگر مجلس کی کتب دستیاب ہیں۔

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوۃ

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان

اپیل کنندگان

حکیم العصر محدث دوران شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب ظلہ
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ العالی
دامت برکاتہم
نائب امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب مدظلہ العالی
نائب امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

علاقائی مراکز کے فون نمبرز

اسلام آباد 2829186	راولپنڈی 0333-7639031	سیالکوٹ 0300-7442857	گوجرانوالہ 4215663 4294656	لاہور 35862404 0300-4304277	سرگودھا 3710474	چناب نگر 6212611	جھنگ 0307-3780833	خانیوال 0301-7819466	چیچہ وطنی 0300-7822356	بہاولنگر 0333-6309355
بہاولپور 0300-6851586	میرپورخاص 0333-3501864	رحیم یارخان 0301-7659790	سکھر 5625463	اوکاڑہ قصور 0300-6950984	فیصل آباد 0301-7224794	حیدرآباد 3869948	شیخوپورہ 0300-4981840	کوئٹہ 2841995	گجرات 0300-8032577	کراچی 32780337